ھفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃالمبارک ۲۶/دسمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۵۲
۲۵/شعبان ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۶/فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی

"یہ خوب یاد رکھو کہ الہام کی ضرورت قلبی اطمینان اور دلی استقامت کے لئے اشد ضروری ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے عقل سے کام لو اور یہ یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لے گا اسلام کا خدا اسے ضرور ہی نظر آجائے گا۔ کیونکہ درختوں کے پتے پتے پر اور آسمان کے اجرام پر اس کا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے، لیکن بالکل عقل ہی کے تابع نہ بن جاؤ، تا کہ الہام الٰہی کی وقعت کو نہ کھو بیٹھو۔ جس کے بغیر نہ حقیقی تسلی اور نہ اخلاق فاضلہ نصیب ہو سکتے ہیں۔ برہمو لوگ بھی شانتی اور سچا نور نجات کا حاصل نہیں کر سکتے، اس لئے کہ وہ الہام کی ضرورت کے قائل نہیں۔ ایسے لوگ جو عقل کے بندے ہو کر الہام کو فضول قرار دیتے ہیں میں بالکل ٹھیک کہتا ہوں کہ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اُولُوا الاَلبَاب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے: "اَلّذِینَ یَذکُرُونَ اللهَ قِیَاماً وَّ قُعوداً وّ علیٰ جُنُوبِھِم" (آل عمران: ۱۹۲)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اُولوالاَلباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو، فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ "رَبّنا ما خَلَقتَ ھٰذا باطِلاً سُبحَانَكَ فَقِنا عذابَ النّار" (آل عمران: ۱۹۲) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اس وقت سمجھ آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۴۱، ۴۲)

اگر پاکستان سے ملائیت کا خاتمہ کر دیا جائے تو پاکستان کا دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہو سکتا ہے

اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہمارے دل کی آہوں کو سنتا ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۱۲/دسمبر): سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ الانعام کی آیات ۶۷ اور ۶۸ ﴿قُل ھُوالقادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم ...... الخ﴾ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔ ان آیات کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب نازل کرے اور نیچے سے بھی۔ یا تم کو گروہوں میں بانٹ دے یا تم میں سے بعض کو بعض سے لڑا دے.........۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورہ انعام کی یہ آیات جن کا آج کل پاکستان پر بعینہ اطلاق ہو رہا ہے اور اس قوم نے جو اپنے وقت کے امام کو جھٹلایا ہے جو حضرت محمدؐ رسول اللہ کا نمائندہ تھا تو عملاً انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کو جھٹلا کر آپ کی تکذیب کی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ، آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے تھے تو پھر آپ کا انکار حضرت محمدؐ رسول اللہ کا انکار ہے۔ حضور نے بتایا کہ ان آیات میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہو اس لئے جب ان اعمال کی سزا چکھو گے تو مجھے الزام نہ دینا۔ حضور نے فرمایا لیکن اس قوم کو پہلی قوموں کی طرح یہ عادت ہو چکی ہے کہ اپنی ذمہ داری قبول کرنے کی بجائے دوسروں پر

باقی خلاصہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۶/دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج بچوں کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۷/اکتوبر ۱۹۹۵ء کی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ اس پروگرام میں حضور انور نے کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے متعلق نہایت دلچسپ انداز میں بعض تفصیلات بیان فرمائیں۔

اتوار، ۷/دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والے مہمانوں کی ملاقات کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ چند اہم سوالات مع مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں:

☆......پاکستان کے پریذیڈنٹ کے استعفیٰ کے بارہ میں حضور کی کیا رائے ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ خطبہ جمعہ میں میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔

☆......بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض احمدی شراب کا کاروبار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کئی سال ہوئے ہم نے جماعت میں اس بات کا نوٹس لیا تھا۔ جو اس قسم کے کاروبار میں ملوث تھے ان سے کسی قسم کا چندہ نہ لینے کی ہدایات دیں۔ بہت سے احمدیوں نے میری ہدایات کی پیروی کرتے ہوئے یہ کاروبار بند کر دیا لیکن بعض ایسے بھی تھے جن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہم نے دو تین سال انتظار کیا ان کو بار بار وارننگ دی گئیں لیکن آخر کار انہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا۔

☆......کائنات کی تخلیق میں تو خوشی کا پہلو تھا اس سلسلے میں جو Illusion ہے حضور اس کی وضاحت فرمائیں۔ حضور انور نے جواباً فرمایا: فرشتے انتہائی رضامندی اور خوشی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے تمام احکامات بجالاتے ہیں۔ اس میں برائی یا غم کا کوئی پہلو نہ تھا۔ انسان کی تخلیق کے بعد حالات مختلف ہو گئے۔ انسان کو ماننے یا نہ ماننے کا اختیار دے دیا گیا اور ادھر خدا تعالیٰ نے اپنی کائنات اور اس میں تمام چیزوں کو خوبصورت اور پرکشش بنا دیا۔ مذہب کا انتظام خدا تعالیٰ نے انسان کی ہدائت کے لئے اس لئے کیا کہ تم سمجھ سکو کہ حقیقی مسرت خدا تعالیٰ کی مکمل اطاعت میں ہے۔

☆...... نبی اور پیغمبر میں کیا فرق ہے؟۔ حضور نے فرمایا جب کوئی خدا تعالیٰ کا پیغام حاصل کر کے لوگوں تک پہنچاتا ہے وہ پیغمبر ہے۔ جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے خبریں پا کر پیشگوئیاں کرتا ہے وہ نبی کہلاتا ہے۔ دونوں میں فرق Commissioning کا ہے۔

☆......BBC پر UNO کی طرف سے Aids کی ہلاکت خیزیوں کے اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں جو ہر ایک کے لئے پریشان کن ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے اپنی جلد ہی منظر عام پر آنے والی کتاب میں اس موضوع پر مذہبی پیشگوئیوں کی روشنی میں تبصرہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں حضور انور نے حضرت لوطؑ کی قوم کے اطوار اور ان کے انجام کا مقابلہ آج کل کے اخلاق و اطوار کے ساتھ کیا اور Aids کو انسان کی خود وارد کردہ لعنت قرار دیا۔

☆......اسلام میں انتہائی بد خلقی کے نتیجے میں مارنے کی سزا پبلک کیوں رکھی گئی ہے؟

☆...... کیا جانوروں کے بھی کوئی حقوق ہیں؟ حضور نے فرمایا ضرور ہیں۔ یہاں تک کہ آنحضور ﷺ نے جانوروں سے بدسلوکی کرنے والوں کے لئے جہنم کی تنبیہ کی ہے۔

سوموار، ۸/دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۱ جو ۸/مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ رسٹاکس سے سبق شروع ہوا اور کاسٹیکم وغیرہ کی تفصیلات بیان کی گئیں۔

منگل، ۹/دسمبر ۱۹۹۷ء:

آج معمول کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۹ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ ترجمۃ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۶ سے شروع ہوا۔ یہ آیت ان معترضین کے اس اعتراض کا منہ توڑ جواب ہے کہ اسلام مردوں کو عورتوں پر ترجیح کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ عربی کے عام قاعدہ کے مطابق مومنین کہنے میں مومنات بھی شامل سمجھی جاتی ہیں لیکن اس آیت میں خاص طور پر تمام اخلاقی اور روحانی خوبیوں میں خواتین کا بطور خاص الگ ذکر ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان فرمادیا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مکرم مظفر احمد صاحب شرما آف شکار پور کو شہید کر دیا گیا

جماعت احمدیہ کے نہایت مخلص، جری اور بہادر داعی الی اللہ مکرم مظفر احمد صاحب شرما کو ۱۲ر دسمبر کو نہایت بے دردی سے گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مظفر احمد شرما صاحب شہید، قائم مقام امیر اضلاع شکار پور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی کے طور پر خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ کے والد محترم عبدالرشید صاحب شرما امیر جماعت ہائے اضلاع شکار پور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے جنازہ میں شرکت کے لئے ربوہ تشریف لے گئے تھے۔

پاکستان سے موصولہ تفصیلات کے مطابق ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو محترم مظفر احمد صاحب شام پونے آٹھ بجے اپنی بھابھی محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ بیوہ مبارک احمد صاحب شہید اور ان کی بچیوں کو گاڑی پر سوار کرانے کے لئے ریلوے سٹیشن جا رہے تھے۔ فیملی تانگے پر سوار تھی اور مظفر احمد شہید تانگے کے پیچھے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ سول ہسپتال کے قریب پٹرول پمپ کے سامنے پیچھے سے ایک موٹر سائیکل آیا جس پر سوار افراد نے آپ پر گولیاں برسائیں۔ اور مظفر احمد شہید زمین پر گر گئے۔ آپ کی بھابھی نے آپ کو اٹھایا اور فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر ہسپتال پہنچتے ہی جان اپنے مولا کے حضور پیش کر دی۔ اور راہ مولا میں جان قربان کر کے دائمی زندگی پا گئے۔

مظفر احمد صاحب شرما کے بڑے بھائی مکرم مبارک احمد صاحب شرما کو ۱۹۷۴ء میں اسی جگہ بازار میں کلہاڑیوں سے اتنی ضربیں لگائی گئیں کہ اس کے نتیجہ میں دو سال تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہے اور آخر انہی زخموں کے نتیجہ میں آپ کی وفات ہوئی اور یوں مقام شہادت نصیب ہوا۔

محترم مظفر احمد صاحب شرما شہید کی عمر ۴۲ سال تھی۔ بڑے مخلص اور احمدیت کے فدائی تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ اس کے علاوہ اپنے والد صاحب کے کاروبار میں بھی ان کی معاونت کرتے تھے۔ ضلعی سیکرٹری امور عامہ اور قاضی کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ شہادت کے وقت آپ قائم مقام امیر تھے۔ آپ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ بڑے باہمت اور دین کی غیرت رکھنے والے تھے۔

شکار پور پریس کلب کے جنرل سیکرٹری تھے۔ بار ایسوسی ایشن کے بھی ممبر تھے۔ اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے عوام الناس میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ ایک لمبے عرصہ سے شرپسند ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے آپ کو قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں اور اخبارات میں بھی آپ کے خلاف ایسے اعلان ہو رہے تھے۔ مگر آپ نہایت جرأت کے ساتھ اپنے دینی فرائض انجام دیتے رہے۔ اور بالآخر اسی راہ میں جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر دسمبر میں آپ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ و عصر کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔

رمضان المبارک میں عالمی درس القرآن الکریم کی بابرکت مجالس

رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا اور جس کے بارہ میں قرآن مجید اترا۔ اس مہینہ میں کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے معانی و مطالب سیکھنے اور ان پر غور و تدبر کرنے کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ دینی چاہئے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) نماز ظہر سے ڈیڑھ گھنٹے قبل (یعنی ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک) درس قرآن کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ اور قرآنی علوم و معارف پر مشتمل یہ نہایت ہی ایمان افروز روح پرور درس MTA (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) انٹرنیشنل کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست (Live) نشر ہوتا ہے۔ تمام احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ اس عالمی درس القرآن الکریم کی بابرکت مجلس میں شامل ہو کر اس سے اپنے قلب و روح کو سیراب کریں اور نہ صرف خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ اس سے مستفید ہوں بلکہ غیر از جماعت شرفاء کو بھی اس سے فیضیاب کرنے کی سعی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی انوار سے بھرپور طریق پر فیضیاب ہونے کی توفیق بخشے۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

آیت نمبر ۳۸ میں جس طرح قرآن کریم نے خونی اور منہ بولے رشتوں کا پہلی بار فرق واضح کر کے اس کا عملی نمونہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ظاہر فرمایا ہے وہ کسی پہلی تعلیم میں نہیں ملتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ بدنصیب مولویوں نے توڑ مروڑ کر جو اس آیت کے معنے کئے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے قدرے تفصیل کے ساتھ اس آیت کے مضمون کی وضاحت فرمائی اور خاتم النبیین کے مفہوم کو کھول کر بیان کیا۔

بدھ، ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۰ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۲ سے شروع ہوئی۔

جمعرات، ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۲ جو پہلی بار ۹ر مئی ۱۹۹۵ء کو براڈکاسٹ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ کی گئی۔ آرنیکا اور رسٹاکس کے کارناموں کا ذکر جاری رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

چند دعائیہ فارسی اشعار اور ان کا اردو میں منظوم ترجمہ

از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے خداوند من گناہم بخش سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی وانچہ می خواہم از تو نیز توئی

ترجمہ

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے
بار گنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس رہ سے تم ملو مجھے اس رہ پہ ڈال دو
اک نور خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہ ظاہر و پنہاں کو بخش دو
بس اک نظر سے عقدہ دل کھول جائیے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنائیے
ہے قابل طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز
دونوں جہاں میں مایہ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

(درعدن)

جمعۃ المبارک، ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج فرانسیسی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ملاقات ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ سوالات مختصر جوابات کے ساتھ درج ذیل ہیں :

☆...... قرب کرسمس کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بائبل میں بیان کردہ گڈریوں کی کہانیوں کے حوالہ سے سوالات پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تمام غلط کہانیاں ہیں۔ ان میں کئی تضادات ہیں۔ اس کے برعکس قرآن مجید کا بیان حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے آخر تک قابل اعتماد ہے اور اس میں کہیں بھی کوئی تضاد نہیں۔

☆...... کسی دہریہ کو کس طرح روح کے متعلق سمجھایا جائے۔ حضور نے بہت تفصیل کے ساتھ اس کا جواب ارشاد فرمایا۔

☆...... کیا اگلی دنیا میں Choices دئے جائیں گے؟ حضور انور نے فرمایا ہاں اچھائی اور برائی میں نہیں بلکہ وہاں اچھائی ہی اچھائی ہو گی اور اپنی پسند کے مطابق انسان اچھی چیزوں میں انتخاب کر سکے گا۔

☆...... کیا زراعت خدا تعالیٰ نے انسان کو بذریعہ وحی سکھائی تھی یا انسان کی ایجاد ہے؟۔ فرمایا ہر چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ انسان تو صرف سمیٹنے والا یعنی Gatherer تھا۔ تمام تہذیبیں نبیوں کے ذریعہ سے وجود میں آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تشریح فرمائی ہے۔ جب بھی نبی آتا ہے تو نئی تہذیب کی بنیاد رکھتا ہے۔ انسان جو کچھ بھی سیکھتا ہے وہ خدا سے سیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ مردہ کو دفن کرنے کا طریق بھی انسان نے خدا سے سیکھا۔ تمام عادات جنہیں تہذیب کہتے ہیں نبیوں نے اور مذہب نے سکھائی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ آج کل لوگ کتوں کو ساتھ لئے پھرتے ہیں اور ان سے پیار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان غاروں میں رہتا تھا تو کتے غار کے منہ پر پہرہ دیتے تھے اور حفاظت کرتے تھے۔ اور خطرے کا اعلان بھونک بھونک کر کرتے تھے۔ اس لئے اس احسان کی یاد میں اس سے آج بھی حسن سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا یہ کلچر نہیں ہے کیونکہ مسلمان کے مذہب کے مطابق یہ جانور پاکیزہ نہیں ہے اور اسلام میں عبادت کے لئے پاکیزگی از حد ضروری ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا سلوک کتے کے ساتھ عیسائیوں سے مختلف ہے۔

(ا-م-چ)

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں ایک ٹھوس علمی و تحقیقی مقالہ

(سید میر محمود احمد ناصر)

پانچویں قسط

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات

پادری صاحب جہاں آپ کے صحائف مقدسہ بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ کو فریبی، جھوٹا اور دغاباز قرار دیتے ہیں وہاں بنی اسرائیل کے سب سے بڑے نبی اور شارع کو بھی معاف نہیں کرتے۔ حضرت موسیٰ کے متعلق ان صحائف نے جو الزامات لگائے ہیں وہ تو نبیوں کے دشمن، نبیوں پر لگایا کرتے ہیں۔ مگر آپ کی کتب مقدسہ نے حضرت موسیٰ کے دشمنوں کا کردار ادا کیا ہے۔ خروج باب ۴ میں لکھا ہے:

"پھر خداوند نے اسے یہ بھی کہا کہ تو اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر ڈھانک لے۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر ڈھانک لیا۔ اور جب اس نے اسے نکال کر دیکھا تو اس کا ہاتھ کوڑھ سے برف کی مانند سفید تھا"۔

(خروج باب ۴ آیت ۶)

یہ ہے بائبل کا بیان۔

اس کے مقابل پر قرآن مجید نے فرمایا:

"وَاضمُم یَدَكَ إِلَىٰ جَناحِكَ تَخرُج بَیضاءَ مِن غَیرِ سُوءٍ آیَةً أُخرىٰ"۔

"And draw thy hand close under thy arm-pit. It shall come forth white, without any disease".

اب بتائیے پادری صاحب! آپ شکوہ کرتے ہیں کہ قرآن بائبل کی تاریخ بدلتا ہے۔ تو کیوں نہ بدلے؟ خدا کے عظیم الشان نبی، بنی اسرائیل کے سربراہ اور شارع کے بارہ میں بائبل کہتی ہے کہ ان کا ہاتھ کوڑھ کی وجہ سے سفید ہو گیا۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ خدا کے نور سے سفید ہوا کوئی بیماری نہیں تھی۔ بتائیے کون ٹھیک کہتا ہے قرآن یا بائبل؟ اس کے ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رکھیں کہ کوڑھی کے بارہ میں حضرت موسیٰ کی طرف سے جو ظالمانہ تعلیم منسوب کی گئی ہے وہ یہ ہے:

"اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلا چلا کر کہے ناپاک، ناپاک۔ اور جتنے دن تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے اور اس کا مکان لشکرگاہ کے باہر ہو"۔ (احبار باب ۱۳ آیات ۴۵، ۴۶)

گویا وہی موسیٰ جو خود "کوڑھ" کے مریض تھے (نعوذ باللہ) دوسرے کوڑھیوں کو حکم دیتے ہیں کہ کوڑھی کے کپڑے پھٹے رہیں۔ اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ چلا چلا کر کہے ناپاک، ناپاک۔ بتائیے پادری صاحب! کیا آپ کے کوڑھیوں کے ہسپتال میں اس تعلیم پر عمل ہوگا؟

☆...... چلئے خیر یہ تو حضرت موسیٰ کا ذاتی معاملہ تھا مگر جو ظالمانہ طرز عمل اور جو ظالمانہ احکامات جارحانہ حملہ کے بعد غریب اقوام سے جو صدیوں سے اپنے ملک میں آباد تھیں بائبل نے حضرت موسیٰ کی طرف منسوب کیا ہے وہ حد درجہ شرمناک ہے۔ استثناء باب ۲ میں خود حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔

"اور خداوند نے مجھ سے کہا دیکھ میں سیحون اور اس کے ملک کو تیرے حوالے کرنے کو ہوں سو تو اس پر قبضہ کرنا شروع کر تاکہ وہ تیری میراث ٹھہرے۔ تب سیحون اپنے سب آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلہ میں نکلا اور جنگ کرنے کے لئے یہض میں آیا اور خداوند ہمارے خدا نے اسے ہمارے حوالہ کر دیا اور ہم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو اور اس کے سب آدمیوں کو مار لیا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہر کو لے لیا اور ہر آباد شہر کو عورتوں اور بچوں سمیت بالکل نابود کر دیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا"۔

(استثناء باب ۲ آیات ۳۱ تا ۳۴)

پادری صاحب! یہ ہے آپ کی "تاریخ" جس میں تبدیلی کرنے پر اور حضرت موسیٰ کی شخصیت کو رحمدل انسان کے طور پر پیش کرنے پر آپ قرآن پر افتراء کا الزام لگاتے ہیں!!! اور یہ ظالمانہ الزام آپ کی کتاب "مقدس" نے ایک دفعہ نہیں لگایا بلکہ بار بار لگایا۔ چنانچہ اسی کتاب کے تیسرے باب میں لکھا ہے:

"چنانچہ خداوند ہمارے خدا نے بسن کے بادشاہ عوج کو بھی اس کے سب آدمیوں سمیت ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم نے ان کو یہاں تک مارا کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہر لے لئے اور ایک شہر بھی ایسا نہ رہا جو ہم نے ان سے لے نہ لیا ہو۔ یوں ارجوب کا سارا ملک جو بسن میں عوج کی سلطنت میں شامل تھا اور اس میں ساٹھ شہر تھے ہمارے قبضہ میں آیا۔ یہ سب شہر فصیلدار تھے اور ان کی اونچی اونچی دیواریں اور پھاٹک اور بینڈے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے قصبے بھی ہم نے لے لئے جو فصیلدار نہ تھے۔ اور جیسا ہم نے حسبون کے بادشاہ سیحون کے ہاں کیا ویسا ان سب آباد شہروں کو مع عورتوں اور بچوں کے بالکل نابود کر ڈالا لیکن سب چوپایوں اور شہروں کے مال کو لوٹ کر ہم نے اپنے لئے رکھ لیا"۔

(استثناء باب ۳ آیات ۳ تا ۸)

پادری صاحب ہمیں معاف کیجئے اگر ہماری کتاب مقدس اپنے اور آپ کے انبیاء پر ایسے ظالمانہ اعتراضات نہیں کرتی اور تاریخ کو نہیں بگاڑتی کیونکہ یہ کتاب نہ جارحیت کی تعلیم دیتی ہے، نہ جارحیت کی اجازت دیتی ہے۔ یہ تو اس خدا کی کتاب ہے جو شروع میں ہی اپنے آپ کو الرحمان اور الرحیم قرار دیتا ہے اور اس رسول ؐ پر نازل ہوئی جو رحمة للعالمین ہے۔ یہ ظلم اور خونخواری آپ کی کتاب کو مبارک ہو جس کی روشنی میں آج آپ کی کتاب کو ماننے والے دنیا کے مختلف حصوں میں اس ظلم و خونخواری کی داستان دہرا رہے ہیں۔

ہاں شاید آپ یہ اعتراض کریں کہ تاریخ صحائف کا ایک نہایت شاندار اور زبردست پہلو بھی قرآن نے چھوڑ دیا کہ بسن کو فتح کرنے کے بعد اس کے بادشاہ عوج کا پلنگ بھی آپ لوگوں کو مال غنیمت میں ملا جس کے متعلق آپ کی کتاب مقدس کہتی ہے:

"اس کا پلنگ لوہے کا بنا ہوا تھا اور وہ بنی عمون کے شہر ربہ میں موجود ہے اور آدمی کے ہاتھ کے ناپ کے مطابق نو (۹) ہاتھ لمبا اور چار (۴) ہاتھ چوڑا ہے"۔

(استثناء باب ۳ آیت ۱۱)

دیکھا آپ نے تاریخ کا اتنا اہم پہلو اور تاریخ انسانی کا اتنا زبردست واقعہ قرآن شریف نے اشارةً بھی ذکر نہیں کیا۔ نہ عوج کے پلنگ کا ذکر، نہ اس کی ساخت کا بیان، نہ اس کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ، نہ اس کے ربہ شہر میں موجودگی کا تذکرہ، سب کا سب قرآن سے غائب ہے۔ یہ کیا توحید کے اسرار و معارف صداقت انسانی فطرت کی گہرائیاں اخلاق انسانی کے کمالات زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی کی راہیں تو قرآن نے بتا دیں مگر عوج کے پلنگ کا جو لوہے کا بنا ہوا تھا جو نو ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا تھا (گویا آجکل مغرب کے Matrimonial بیڈ سے بھی بڑا) کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔

ہاں پادری صاحب یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بائبل کہہ رہی ہے کہ یہ پلنگ شہر ربہ میں اب تک موجود ہے۔ مگر اب تو وہ پلنگ موجود نہیں۔ شاید ربہ کا نام بھی بدل چکا ہو۔ بائبل اگر دائمی کتاب ہے، آپ کے عقیدہ کے مطابق آج بھی ذریعہ ہدایت ہے اور آئندہ تاقیامت مشعل راہ ہے تو کیا اس کا یہ بیان درست ہے کہ وہ پلنگ اب تک ربہ میں موجود ہے؟ اور اگر یہ بیان آج کے دور میں درست نہیں تو کیا یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ اس کتاب کا دور ختم ہو چکا اور اس کا نسخہ صرف اس کی عبارتوں میں ہی Built in ہے۔

پادری وہیری صاحب! آپ کی کتاب نے حضرت موسیٰؑ پر اس حد تک ہی ظلم روا نہیں رکھا بلکہ اس کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

☆...... استثناء کے ساتویں باب میں جارحانہ حملوں کے بعد اپنے علاقہ میں صدیوں سے آباد قوموں کو مغلوب کرنے کے بعد ان سے جو سلوک کرنا ہے وہ حضرت موسیٰ کی طرف اس طرح منسوب کیا ہے:

"جب خداوند تیرا خدا تجھ کو اس ملک میں جس پر قبضہ کرنے کے لئے تو جا رہا ہے پہنچا دے اور تیرے آگے سے ان بہت سی قوموں کو یعنی حتیوں اور جرجاسیوں اور اموریوں اور کنعانیوں اور فرزیوں اور حویوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی اور زور آور ہیں نکال دے۔ اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو انکو مار لے تو تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو انسے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔ تو انسے بیاہ شادی بھی نہ کرنا۔ نہ ان کے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا اور نہ اپنے بیٹوں کے لئے ان کی بیٹیاں لینا کیونکہ وہ تیرے بیٹوں کو میری پیروی سے برگشتہ کر دیں گے تاکہ وہ اور معبودوں کی عبادت کریں۔ یوں خداوند کا غضب تم پر بھڑکے گا اور وہ تجھ کو جلا کر ہلاک کر دے گا۔ بلکہ تم ان سے یہ سلوک کرنا کہ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا، ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیوں کو آگ میں جلا دینا"۔ (استثناء باب ۷ آیات ۱ تا ۶)

"تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا"۔

(استثناء باب ۷ آیت ۱۶)

پادری صاحب! ذرا تقابل کیجئے اس تحریر کا ان تحریرات سے جو ایران کے جارحانہ حملوں کے جواب میں مسلمانوں کے دفاعی حملوں کے بعد فتوحات کے موقعہ پر معاہدات کی شکل میں لکھی گئیں۔ بطور نمونہ ہم دو تین تحریریں درج کرتے ہیں۔ آذربائیجان کی فتح کے بعد یہ معاہدہ تحریر ہوا:۔

☆...... آذربائیجان کے میدانی علاقہ اور پہاڑی علاقہ اور سرحدی اور کناروں کے علاقے کے رہنے والوں اور تمام مذاہب والوں کے لئے یہ تحریر ہے۔ ان سب کو امان ہے اپنے نفوس کے لئے، اپنے اموال کے لئے، اپنے مذاہب کیلئے، اپنی شریعتوں کے لئے اس شرط پر کہ وہ جزیہ ادا کریں اپنی طاقت کے مطابق۔ یہ جزیہ نہ بچے پر ہے نہ عورت پر نہ لمبے بیمار پر جس کے پاس مال نہیں۔ نہ اس عابد گوشہ نشین پر جس کے پاس کچھ مال نہیں۔ اور یہ یہاں کے باشندوں کے لئے بھی ہے اور ان کے لئے بھی جو باہر سے آکر ان کے ساتھ آباد ہیں۔ ان کے ذمہ اسلامی لشکر کی ایک رات دن مہمان نوازی ہے اور اس کو راستہ بتانا ہے۔ اگر کسی سے کوئی فوجی خدمت لی جائے گی تو اس سے جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ جو یہاں قیام کرے اس کے لئے یہ شرائط نہیں اور جو یہاں سے باہر جانا چاہے وہ امن میں ہے حتی کہ اپنے امن کے مقام پر چلا جائے۔

یہ تحریر جندب نے لکھی ہے اور اس کے گواہ ہیں بکیر بن عبداللہ اور کاک بن فرشہ"۔

(تاریخ طبری جزء ثالث صفحہ ۲۳۴)

آرمینیہ کی مصالحت کے بعد یہ تحریر لکھی گئی:

"یہ وہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمرؓ بن خطاب کے گورنر سراقہ بن عمر نے شہر براز اور آرمینیہ اور ارمن کے باشندوں کو دی ہے۔ وہ انہیں امان دیتے ہیں ان کی جانوں پر، اموال پر اور مذہب پر۔ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ وہ حملہ کی صورت میں فوجی خدمت سرانجام دیں گے اور جزیہ ان پر نہیں لگایا جائے گا بلکہ فوجی خدمت جزیہ کے بدلہ میں ہوگی۔ مگر جو فوجی خدمت نہ دیں ان پر اہل آذربائیجان کی طرح جزیہ ہے اور راستہ بتانا ہے اور پورے ایک دن کی میزبانی ہے۔ لیکن اگر انسے فوجی خدمت لی جائے گی تو جزیہ نہ لگایا جائے گا اور اگر فوجی خدمت نہ لی جائے گی تو جزیہ لگایا جائے گا۔

گواہ شد: عبدالرحمان بن ربیعہ، سلمان بن ربیعہ، بکیر بن عبداللہ۔ یہ تحریر فرضی بن مقرن نے لکھی وہ بھی گواہ ہیں"۔

(تاریخ طبری جزء ثالث صفحہ ۲۳۵)

مؤرخ بلاذری لکھتا ہے:

"مغیرہ بن شعبہ جب مدینہ سے کوفہ کے گورنر مقرر کر کے بھیجے گئے تو آپ کے ساتھ حذیفہ بن یمان کی آذربائیجان پر ولایت کا پروانہ تھا۔ حذیفہؓ آذربائیجان روانہ ہوئے اور شہر اردبیل پہنچ کر وہاں کے رئیس نے جس کے سپرد خراج جمع کرنے کا کام تھا بہت سی افواج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع کر رکھی تھیں۔ کئی روز تک شدید لڑائی ہوتی رہی بالآخر وہاں کے رئیس نے اس شرط پر صلح کر لی کہ:

"کوئی قتل نہ کیا جائے گا نہ ہی کوئی گرفتار کیا جائے گا۔ کوئی آتشکدہ نہ گرایا جائے گا اور کسی قسم کی مذہبی رسوم یا تہوار کے موقعہ پر ان کے مظاہروں اور رقص وغیرہ میں کوئی دخل اندازی نہ کی جائے گی۔ اہل آذربائیجان جزیہ ادا کریں گے"۔ (فتوح البلدان صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

اہل موقان کو یہ تحریر دی گئی:

"یہ وہ تحریر ہے جو بکیر بن عبداللہ نے کہستان فتح میں اہل موقان کو دی ہے۔ ان کو امان ہے ان کی جانوں پر، ان کے مالوں پر، ان کے مذہب پر، ان کی شریعتوں پر۔ اس شرط پر کہ وہ جزیہ دیں جو ہر بالغ پر ایک دینار یا اس کی قیمت ہے۔ اور خیر خواہی کریں اور مسلمانوں کو راستہ دکھائیں اور

ایک دن رات میزبانی کریں۔ ان کے لئے یہ امان ہوگی جب تک وہ اس عہد پر قائم رہیں اور ہمارے ذمہ ان سے وفاداری ہے۔ واللہ المستعان۔ لیکن اگر وہ اس عہد کو ترک کردیں اور کوئی فریب ان سے سرزد ہو تو ان کی امان باقی نہ ہوگی۔ مگر یہ کہ وہ دھوکہ کرنے والوں کو حکومت کے سپرد کردیں ورنہ وہ بھی ان کے شریک سمجھے جائیں گے۔

گواہ شد شاخ بن صرار، اساس بن جنادب، حملہ بن جوید۔

(تاریخ طبری جزء ثالث صفحہ ۲۲۸)

پادری وہیری صاحب! آپ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے بائبل کی تاریخ کو بدل دیا ہے، بائبل کے بنیادی احکام کو بدل دیا۔ اگر قرآن نے ایسا سلوک کیا ہے تو انسانیت پر احسان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ جیسے بردبار انسان کی طرف جو ظالمانہ تاریخ اور ظالمانہ احکامات بائبل نے منسوب کئے تھے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ قرآن اس نبی ﷺ پر نازل ہوا تھا جس نے بڑی سختی سے اپنے ہراول دستہ کے کمانڈر کو یہ حکم صادر فرمایا۔ لکھا ہے:

"وعلى المقدمة خالدؓ بن وليد فبعث رجلا فقال لخالدؓ: لا تقتل إمرأة و لا عنيفاً". (سنن ابی داؤد)

کہ حضور ﷺ کے ہراول دستہ کے کمانڈر خالد بن ولید کو آدمی بھیج کر حکم دیا کہ کسی عورت کو، کسی مزدور کو (جو لشکر کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے) قتل نہ کرو۔ اسی طرح فرمایا:

"انطلقوا بسم الله وعلى ملة رسولؐ الله لا تقتلوا شيخاً فانياً ولا طفلاً صغيراً و لا إمرأةً".

(سنن ابی داؤد)

اللہ کا نام لے کر روانہ ہو اور اللہ کے رسولؐ کے طریق پر چلو۔ نہ کسی بڑے بوڑھے کو قتل کرو نہ کسی چھوٹے بچے کو اور نہ کسی عورت کو۔

بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کا واقعہ

☆...... پادری وہیری صاحب کے صحائف مقدسہ کی تاریخ کا ایک اور دعویٰ جس سے قرآن مجید اختلاف کرتا ہوا نظر آتا ہے یہ بنی اسرائیل کے مصر سے حضرت موسیٰ کے ساتھ نکلنے کے وقت ان کی تعداد کا ہے۔ خروج سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر کنعان کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے مردوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ عورتیں اور بچے اس کے علاوہ تھے اور ایک ملی جلی بھیڑ ان کے ہمراہ تھی۔ (خروج باب ۱۲ آیات ۳۷، ۳۸)

قرآن شریف اس کے مقابل میں دعویٰ کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد جب وہ اپنے گھروں سے نکلے چند ہزار تھی۔ " الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف حذر الموت" (البقرہ: ۲۴۴)۔ اب دیکھتے ہیں کہ بائبل کا بیان درست ہے یا قرآن مجید کا۔ اس بارہ میں خود بائبل کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل جب کنعان گئے تو ۷۰ یا ۷۵ افراد تھے۔ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے:

"پھر یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور سارے کنبے کو جو پچھتر جانیں تھیں بلا بھیجا اور یعقوب مصر میں گیا"۔

(اعمال باب ۷ آیات ۱۴، ۱۵)

"اسرائیل کے بیٹوں کے نام جو اپنے اپنے گھرانے کو لے کر یعقوب کے ساتھ مصر میں آئے یہ ہیں۔ روبن، شمعون، لاوی، یہوداہ، اشکار، زبولون، بنیمین، دان، نفتالی، جد، آشر۔ اور سب جانیں جو یعقوب کے صلب سے پیدا ہوئیں ستر تھیں اور یوسف تو مصر میں پہلے ہی سے تھا"۔

(خروج باب ۱ آیات ۱ تا ۵)

بائبل ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ مصر آنے کے بعد بنی اسرائیل اس ملک میں ۴۳۰ برس تک رہے۔ چنانچہ خروج میں لکھا ہے:

"بنی اسرائیل کو مصر میں بودوباش کرتے ہوئے چار سو تیس (۴۳۰) برس ہوئے تھے اور ان چار سو تیس برسوں کے گزر جانے پر ٹھیک اسی روز خداوند کا سارا لشکر ملک مصر سے نکل گیا"۔ (خروج باب ۱۲ آیات ۴۰ تا ۴۲)

پادری صاحب کیا ۴۳۰ سال میں ۷۵ افراد کا عورتوں اور بچوں کے سوا صرف مردوں کا چھ لاکھ ہو جانا قرین قیاس ہے!!! دیکھئے انٹرپریٹرز بائبل کے مرتبین کیا کہتے ہیں:

"The adult men alone numberd six hundred thousand. It is plausible that this impossible number rets on a numerical interpretation of the Hebrew letters in the phrase "Sons of Israel" (cf.beer,exous, page 69). That the figure has no basis in fact is clear from almost every point of view. Such a large number could not have lived in Egypt or survived in the desert. Nor could they have found room in Cana'n. The actual situation is intimated by 23:29-30: Judge 5.8."

(Interpreters Bible Vol. I Page 925)

قضاۃ باب ۵ آیت ۸ کا جو حوالہ مذکورہ بالا حوالے میں مذکور ہے اس میں بنی اسرائیل کا ذکر ۴۰ ہزار کے طور پر ہے۔ Peak's Commentary کے مرتبین لکھتے ہیں:

"There numbers, 600,000 (cf.Num.II:21),are impossible: a total population of between two and three millions would be implied."

(Peak's Commentary on the Bible , General edition Matthew Blake, Page 220)

اس بناء پر اسرائیل کی یہودی حکومت کے پہلے وزیراعظم بین گورین کے متعلق یہ خبر آئی تھی کہ انہوں نے یہ بیان دیا ہے کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے نکلے تو ان کے ساتھ صرف ۶۰۰ مرد تھے اور اس پر یہود کی قدیم الخیال مذہبی پارٹیوں نے بڑا شور ڈالا اور وزیراعظم کے خلاف اپنی پارلیمنٹ میں عدم اعتماد کا ووٹ پیش کیا جسے وزیراعظم نے بآسانی شکست دے دی۔

بہرحال جو نظریہ قرآن شریف نے مصر سے نکلنے والے بنی اسرائیل کی تعداد کے بارہ میں پیش کیا ہے وہی آج کے یہودی اور عیسائی علماء میں مقبول ہے اور بائبل کے نظریہ کو وہ impossible قرار دیتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

بیٹا یا بیٹی حاصل کرنے کا کلینک

ایک برطانوی ڈاکٹر Paul Rainsbury نے اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب ریاض سعودی عرب اور نیپلز (Naples) میں ٹیسٹ ٹیوب عمل کے ذریعہ اپنی مرضی کی جنس کے بچے حاصل کرنے کے لئے کلینک کھول رہے ہیں۔ ان کے اس اعلان نے جینیاتی سائنس (Genetic Engeneering) کے استعمال پر علمی حلقوں میں گرما گرم بحث کا آغاز کردیا ہے۔ اس طرح کا علاج فی الحال برطانیہ میں ممنوع ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لندن کے کسی ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک مفید انسانی خدمت ہے۔ جو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں ان کو اس دکھ اور محرومی کا احساس نہیں جو بے اولاد جوڑوں کو ہوتا ہے۔ جونہی لوگوں کو پتہ چلنا شروع ہوگا کہ کس طرح جدید سائنس دکھی انسانوں کی خدمت کررہی ہے تو اس کی نکتہ چینی خودبخود ختم ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے ایشیائی گاہکوں میں سے ۸۰ فیصد بیٹوں کے حصول کے خواہش مند ہیں۔ ہونے والے بچے کی جنس کا فیصلہ کرنا ٹیسٹ ٹیوب کے عمل کا ایک حصہ ہے اور بچہ کی جنس کے بارہ میں بتادینا بہت معمولی بات ہے۔ اس لئے سائنس اور اس پر عمل تو پہلے سے موجود ہے صرف اتنی بات ہے کہ کون آگے بڑھ کر اس کو پہلے شروع کردیتا ہے۔

لارڈ رابرٹ ونسٹن جو لندن کے Hammer-smith Hospital سے متعلق ہیں اور اس علم کے ماہر ہیں کہتے ہیں کہ ہم یہ کام قانونی طور پر پہلے کررہے ہیں لیکن صرف اس صورت میں جب کسی ایسی بیماری کا پتہ لگتا ہے جو ایک مخصوص جنس بچہ یا بچی سے منسلک ہوتی ہے اور موروثی طور پر بیمار جنس کے بچہ کی بجائے صحت مند بچہ کا حصول مطلوب ہو۔ اس کی جنس خواہ کوئی ہو۔ گویا ہمارے علاج کا تعلق جینز کی کسی بیماری سے ہے نہ کہ کسی خاص جنس کے بچہ کو حاصل کرنے کی خواہش سے۔

جو لوگ حمل ضائع کرنے کے مخالف ہیں انہوں نے کہا کہ پیدائش سے پہلے بچہ کی جنس کو از خود متعین کرنا ایک قابل نفرت چیز ہے۔ اس سے بچے ایک بکاؤ مال کی طرح ہو جائیں گے۔

برطانیہ کے ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن نے بھی اس کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک جنس کو دوسری پر ترجیح دینا ان کے ضابطہ اخلاق کے منافی ہے۔

(رائٹر بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ ۲۸۔۲۔۹۷)

اگر بالفرض چین، ہندوستان، پاکستان وغیرہ کے علاقوں میں "بچہ چاہئے یا بچی" قسم کے کلینک کھل جائیں تو خطرہ ہے کہ بے دریغ اور بے وجہ پیدائش سے قبل جنسیں متعین ہونے لگیں گی۔ ایسا کبھی ہوا تو یہ خدا کی خلق میں مداخلت ہوگی اور اس کے نتائج خوفناک ہونگے۔ بے شمار سماجی و اخلاقی مسائل جنم لیں گے اور بیویوں کو حاصل کرنے کے لئے ایام جاہلیت کی طرح یا تو لوگ ڈاکے مارا کریں گے اور یا سوئمبر رچایا کریں گے۔

☆......☆......☆

۱۹۹۷ء کی بہترین آسٹریلین ماں

آسٹریلیا کی بعض سماجی تنظیمیں مل کر ہر سال کسی ایک عورت کو بہترین ماں ہونے کا اعزاز بخشتی ہیں اسے "Mother of the Year" کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اس کے اعزاز میں ایک وسیع پیمانے پر دعوت کی جاتی ہے اور اسے سونے میں جڑی ہیرے کی انگوٹھی اور کچھ عام استعمال کی چیزیں انعام میں دی جاتی ہیں۔

۱۹۹۷ء کا یہ انعام نیو ساؤتھ ویلز کی Mrs. Andra Knight کو ملا ہے۔ ان کی عمر سینتالیس سال ہے۔ ان کی اپنی تین بیٹیاں ہیں اور دو متبنیٰ (Adopted) بچے ہیں۔ ان پانچ بچوں کے علاوہ انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ مل کر ۹۶ دوسرے یتیم اور لاوارث بچوں کی پرورش کی ہے۔ بچوں کی اکثریت ایسے گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے جو طلاقوں کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے تھے اور ماں باپ دونوں میں سے کوئی بھی ان کی پرورش کی ذمہ داری لینے کو تیار نہ تھا۔ وہ کہتی ہیں بارہ سال قبل انہوں نے مقامی اخبار میں ضرورت رضاعی والدہ (Foster Mother) کا اشتہار دیکھا۔ انہوں نے اپنے میاں سے بات کی اور دونوں نے خوشی خوشی اس سماجی خدمت کے کام کو قبول کرلیا۔ اس وقت سے اب تک وہ دونوں بڑی لگن سے اپنے بچوں سمیت ۱۰۱ بچوں کی پرورش اور خبرگیری کرچکے ہیں۔

مسز نائٹ واقعی قابل احترام ہیں۔ اسلام میں یتیم اور لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش کرنا بہت بڑی نیکی سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ خود بھی ایک یتیم تھے اور حضرت حلیمہ کو آپ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اس سلسلہ میں دو روایات بہت مشہور ہیں۔ حضرت سہلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو ایک یتیم کی خبرگیری کرتا ہے وہ اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے ہونگے۔ اور اس موقع پر آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو کھڑا کرکے دکھایا (بخاری) نیز حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دو بچیوں کی بچپن سے پرورش کرے گا وہ قیامت کے روز میرے اس طرح قریب ہوگا جیسے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں (مسلم بحوالہ ترجمہ انگریزی ریاض الصالحین Gardens of Righteous P. 65-66)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

Watch Huzur everyday on Intelsat
Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are available
Zee TV Authorised Agent
>SUPER OFFER<
ASIA Net, APNA Tv.
Decoder is available: Just call or Fax
Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

جب تک آپ عبادت کا حق ادا نہ کریں
آپ میں یہ طاقت آہی نہیں سکتی کہ برائیوں سے رک سکیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ر نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۷ر نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

أُتلُ مَآ أُوحِيَ اِلَيكَ مِنَ الكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلوٰةَ . اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنهٰى عَنِ الفَحشَآءِ وَالمُنكَرِ وَلَذِكرُاللهِ اَكبر. واللّهُ يَعلَمُ مَا تَصنَعُونَ. (سورۃ العنکبوت آیت ۴۶)

یہ آیت غالباً میں پہلے بھی نماز کے تسلسل میں پڑھ چکا ہوں اور اس کے بعض مضامین آپ کے سامنے کھول کر پیش کئے تھے۔ آج بھی نماز ہی کے تسلسل میں ایک خطبہ ہوگا جس کا بنیادی نکتہ سورہ فاتحہ ہے۔ سورہ فاتحہ کو خدا تعالیٰ نے دو حصوں میں تقسیم فرمادیا ہے۔ پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ سے تعلق رکھنے والا حصہ ہے۔ وہ صفات جو کائنات پر جلوہ گر ہوتی ہیں اور انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں وہ چار بنیادی صفات بیان فرمائی گئی ہیں ربّ العالمین، الرحمن، الرّحیم اور مالكِ یوم الدّین، ان تمام صفات کو انسان سے باندھنے کا ذریعہ کیا ہے۔ یعنی ان صفات پر جتنا غور کریں اتنا ہی زیادہ ان میں دلچسپی ہوتی چلی جاتی ہے اور انسان کا بہت دل چاہتا ہے کہ اس نے غور سے ان صفات کو سنا ہو یا نماز میں سنا ہو یا ویسے غور سے پڑھا ہو تو اس کے دل میں بے انتہا خواہش پیدا ہونی چاہئے کہ میں رب سے تعلق جوڑوں، رحمن سے تعلق جوڑوں، رحیم سے بھی جوڑوں اور مالك یوم الدین سے بھی جوڑوں۔ یہ اس کی تعلق کی خواہش کوئی نیکی پر مبنی نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک ایسی خواہش ہے جو طبعی طور پر ہر انسان میں پائی جاتی ہے اور تمام دنیا میں تعلقات کے روابط انہی چار صفات سے قائم ہوتے ہیں۔

جو بھی کسی کا رازق ہو، خواہ وہ کمپنی کا مالک ہو یا حکومت کا کوئی بڑا افسر ہو وہ رزق کا ذریعہ بن جاتا ہے اور ان معنوں میں وہ رب بنتا ہے اگرچہ رب العالمین نہیں۔ یعنی اس کے اندر یہ طاقت ہی نہیں ہوتی کہ بدلتے ہوئے اقتصادی حالات پر بھی کنٹرول کر سکے۔ اس لئے ایسے رب جو خاص محدود دائرے سے تعلق رکھنے والے رب ہوں، جب حکومتیں بدلتی ہیں، اقتصادیات میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور بحران پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ رب بے چارے اسی بحران میں ہی بہہ جایا کرتے ہیں کچھ بھی ان کا باقی نہیں رہتا۔ لیکن جب تک ان کے ساتھ کسی کی ربوبیت وابستہ ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ہمیشہ کی ضمانت دینے والے لوگ نہیں ہیں، عارضی طور پر ان کے ساتھ ربوبیت وابستہ ہے، دیکھو کیسا کیسا ان کی خوشامدیں کی جاتی ہیں کس طرح لوگ ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں، انہی کو مائی باپ بناتے ہیں، سب کچھ انسان کے وہی کچھ ہو جاتے ہیں۔ تو ربوبیت سے تعلق جوڑنا کوئی نیکی نہیں ہے یہ ایک فطرت کی مجبوری ہے اس کے بغیر کسی کا گزارہ چل ہی نہیں سکتا۔ تو رب العالمین کا نام سن کر اگر آپ اس پر غور کریں گے تو یہ بات یاد رکھیں کہ رب سے تعلق جوڑنا رب پر کوئی احسان نہیں ہے، قطعاً کوئی احسان نہیں ہے۔ ربّ آپ سے تعلق جوڑ لے اور آپ کی محبت کا جواب دے تو یہ اس کا احسان ہے، آپ کا احسان نہیں۔ اس حقیقت کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کیونکہ اکثر نماز پر اعتراض کرنے والے اس حقیقت سے بے خبری کے نتیجے میں اعتراض کرتے ہیں۔

دوسرا الرحمٰن ہے۔ کوئی شخص اپنے مزاج کے لحاظ سے بہترین رحمانیت کے نمونے دکھانے والا ہو یعنی ہر شخص سے بہت ہی محبت سے پیش آئے، اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا، خواہ وہ اس کو مانگے یا نہ مانگے، اس کی سوچ سے بھی پہلے یہ اندازہ لگائے کہ اس کو کسی چیز کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ کون پاگل ہے جو ایسے شخص سے تعلق نہیں جوڑے گا اور اس سے تعلق قائم کر کے یہ سمجھے گا کہ گویا میں نے اس پر احسان کیا ہے۔ واقعتاً پاگل ہوگا جو یہ خیال کرے گا کیونکہ رحمٰن سے تعلق جوڑنا ایک فطری تقاضا ہے۔ ناممکن ہے کہ دل رحمٰن کی طرف لپکے نہیں اور کسی رحمٰن کی طرف دوڑتے ہوئے اس کے حضور اپنا سر نہ جھکا دے۔ لیکن دنیا کے رحمٰن کس حد تک رحمٰن ہوتے ہیں، بالکل معمولی رحمٰن اور ان کی رحمانیت کا اعتبار بھی کوئی نہیں کیونکہ حالات بدل جائیں تو وہ بھی ساتھ ہی بدل جاتے ہیں۔ اور رحمٰن وہ نہیں ہیں جن کا ساری کائنات سے تعلق ہے۔ کائنات کا تعلق اس رحمٰن سے ہے جو اللہ تعالیٰ ہے۔ پس اس کی رحمانیت کائنات میں ہونے والے واقعات سے منفی طور پر متاثر ہو سکتی ہے۔ رحمٰن تو ہیں ماں بھی رحمٰن ہوتی ہے، خصوصیت کے ساتھ رحمی تعلقات کے لئے رحمانیت کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ اگر ایک قومی آفت آپڑے تو اس کی رحمانیت کیا کام کرے گی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بچے آگ میں جل جائیں گے وہ کچھ نہیں کر سکے گی۔ بعض گھروں میں آگ لگ جاتی ہے بچے اندر پھنس جاتے ہیں باہر مائیں چیختی چلاتی رہ جاتی ہیں لیکن ان کی رحمانیت کا کوئی اثر بھی آگ کو پار کر کے بچوں کو بچانے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک بہت ہی معمولی ادنیٰ سی مثال ہے مگر رحمانیت یعنی اللہ کی رحمانیت پر آپ جتنا بھی غور کریں گے آپ کو دنیا کی رحمانیت کے نظارے بالکل ایک معمولی حقیر سے واقعات دکھائی دیں گے جن کے اندر ہمیشہ آپ کا ساتھ دینے اور آپ کو سنبھالنے اور کائنات کے اثرات سے آپ کو بچانے اور کائنات کے فوائد سے آپ کو متمتع کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

تو جب آپ رب العالمین کے بعد رحمٰن کا نام سنتے ہیں تو اس سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ آپ کی اپنی ضرورت ہے۔ اس کے لئے جو دل اچھلتا ہے تو ایسا ہے جیسے بچہ دودھ کے لئے بے تاب ہو کر اس کا دل ماں کے لئے اچھلتا ہے اور ماں کا دل جواباً اس کے لئے اچھلتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ جو تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ رحمانیت پر غور کریں تو یہ ایک ایسا بے اختیار تعلق ہے جس کے بغیر آپ کا گزارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا کے رحمانوں کے ساتھ تو آپ دوڑ دوڑ کے تعلق قائم کریں جو عارضی اور حقیقت میں بے معنی ہیں لیکن رحمٰن وہ خدا جس نے کائنات کو پیدا کیا ہے، جس نے قرآن کو پیدا کیا ہے اس کے لئے دل میں تعلق کی خواہش پیدا نہ ہو تو یہ بیوقوفی ہے یا بے وقوفی بھی نہیں پاگل پن ہے۔ کوئی معقول آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ رحمانیت کے جلوے دیکھے اور اس کا دل اس کی طرف نہ لپکے۔

اس کے بعد رحیم ہے۔ اب رحیم پر غور کر لیں وہ ذات جو اپنے رحم کو بار بار لے کر آتی ہے کبھی بھی اس کا رحم ہمیشہ کے لئے پیٹھ نہیں دکھاتا۔ وہ ہمیشہ بار بار ایک دفعہ ظاہر ہو جانے کے بعد پھر آتا، پھر آتا ہے، پھر آتا ہے اور انسان جانتا ہے کہ اس کے لئے ایسے مواقع کا بار بار پیدا ہونا ضروری ہے جن سے وہ استفادہ کر سکے۔ اگر پہلے کبھی استفادہ نہ بھی کیا ہو تو پھر اگلے سال وہی موسم دوبارہ آجائیں، وہی رحمانیت کے جلوے دوبارہ نظر آئیں اور ایک انسان جس نے اپنی عمر پہلے ضائع کر دی ہو وہ کبھی تو رحمانیت کے بار بار آنے والے جلووں سے فائدہ اٹھا سکے، یہ رحیمیت کا مضمون ہے۔ اب بتائیں کون ہے جو تعلق جوڑے رحیمیت سے اور سمجھے کہ بڑا میں نے احسان کیا ہے اور یا تعلق ہی نہ جوڑے۔ دونوں صورتیں پاگل پن کا نشان ہے۔ دونوں صورتوں میں نیکی کا کوئی سوال ہی نہیں، احسان کا کوئی سوال نہیں۔ یعنی تعلق جوڑنے والے کی طرف سے جس کے ساتھ تعلق جوڑا جا رہا ہے اس پر ایک ذرہ بھی احسان نہیں، نہ یہ نیکی ہے کہ آپ اس سے تعلق باندھیں۔

پھر آپ اس کو کہتے ہیں مالك یوم الدین۔ ہر کوشش، ہر محنت، ہر چیز کا آخری نتیجہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اب کون پاگل ہے جو اس سے منہ موڑ لے گا۔ اب تک یہ جو گفتگو میں کر رہا ہوں اس میں ایک گہری منطقی دلیل موجود ہے کہ آپ جب رب العالمین، رحمن، رحیم یا مالك سے تعلق جوڑنے کی خواہش پیدا کرتے ہیں تو اس میں ایک ذرہ بھی اس پر احسان نہیں، تمام تر احسان آپ پر ہے۔

اب یہ جو چار صفات ہیں ان کا بندوں سے تعلق کیسے جوڑا جاتا ہے۔ نماز میں اچانک بے اختیار آپ کہہ اٹھتے ہیں، ایاك نعبد۔ اے وہ ذات جو رب ہے، جو رحمن ہے، جو رحیم ہے، جو مالك ہے، تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اب بتائیں وہ پاگل جو کہتے ہیں کہ عبادت کیوں کرتے ہو، کیا ضرورت ہے خدا کو تمہاری عبادت کروانے کی، کیا ان کا جواب ان باتوں میں نہیں ہے۔ کیا آپ کے عبادت کرنے کے نتیجہ میں ایک ذرہ بھی احسان ہوگا رب، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین پر۔ عبادت تو ان صفات کا ایک لازمی نتیجہ ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے کے لئے، آپ پر احسان کرنے کے لئے پیدا ہو سکتا ہے اگر آپ اس کی عبادت کریں۔ پس سب سے پہلے تو سارے دہریہ یا دوسرے مذاہب کے لوگ جو یہ سوال اٹھاتے رہتے ہیں کہ ہم عبادت کیوں کریں، اللہ کو کیا ضرورت ہے ہماری چاپلوسی کی اس کے سامنے کیوں سر جھکائیں، یہ اللہ کی انانیت ہے جس کے نتیجے میں وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں۔ ان سب کا جواب اس میں آگیا ہے۔ دنیا میں تو تم چھوٹے چھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے پھرتے ہو، تمہارا تو شیوہ ہی عبادت ہے۔ انسان تو عبادت کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ یا وہ جھوٹے معبودوں کی جھوٹی عبادت کرے گا یا اس کے لئے یہ امکان ہے کہ ایک سچے معبود کی سچی عبادت کرے۔ کوئی ایک انسان آپ دنیا میں دکھائیں جو عبادت پر مجبور نہ ہو۔ عبادت کا ایک معنی ہے غلامی۔ کسی اعلیٰ ہستی سے نیچے ہونا اور اس کے سامنے سر جھکانا تاکہ اس سر جھکانے سے اس کو کوئی فائدہ مل جائے۔ ساری دنیا میں تلاش کریں ایک بھی آپ کو ایسا انسان نہیں ملے گا جو عبادت نہ کرتا ہو سوائے پاگلوں کے۔ پاگل بیچارے مجبور ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ عبادت ہوتی کیا ہے۔ نقصان اٹھاتے پھرتے ہیں پھر بھی عبادت نہیں کرتے۔ عبادت کرنے والے انسان ضرور کسی نہ کسی معبود کو اپنا رزاق سمجھتے ہیں، اپنی طاقت کا منبع سمجھتے ہیں، اپنے اموال کی حفاظت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اپنے اوپر رحم کرنے کے لئے ان کا وجود ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بارہا انسان رحم کا محتاج ہوتا ہے اور پھر مالک یوم الدین سمجھنا تو بہت بڑی بات ہے۔ مالک یوم الدین کسی کو نہ بھی سمجھیں چھوٹا سا مالک بھی ہو تو اس کی عبادت کریں گے کیونکہ ملکیت سے آپ کو حصہ نہیں ملے گا اگر آپ اس کو مالک یقین نہیں کریں گے اور اگر مالک سے تعلق نہیں رکھیں گے تو اس کی ملکیت سے کیسے تعلق ہوگا۔ اسی کے اندر بادشاہت آجاتی ہے، اسی کے اندر تمام دنیا کی سیاسی طاقتیں آجاتی ہیں جن کے اندر ملوکیت کی کچھ شان پائی جاتی ہے وہ حکومتوں کی طرف سے ان ملکوں کے مالک بنائے جاتے ہیں جو خود انہوں نے پیدا نہیں کئے وہ پہلے سے ہی وجود میں آچکے ہیں، ایک نظام جاری ہو چکا ہے لیکن عارضی سی ملکیت ان کو ملکوں پر نصیب ہوتی ہے اور وہ مالک بن بیٹھتے ہیں۔ جب وہ واقعۃً مالک بن بیٹھیں تو ان کو ڈکٹیٹر کہا جاتا ہے اور ڈکٹیٹر بھی آج آئے اور کل چلے گئے اور زندگی بھر رہیں بھی تو بالآخر انہوں نے رخصت ہونا ہے، ان کی ملکیت کا پول کھل جاتا ہے کہ وہ حقیقت میں مالک نہیں تھے۔ تو اب بتایئے کہ نماز پڑھنے کی حکمت سورہ فاتحہ ہی سے واضح ہوئی کہ نہیں ہوئی۔

سورہ فاتحہ نے آغاز ہی سے بتادیا کہ تم مجبور ہو عبادت پر۔ اگر نہیں کروگے تو تمہارا نقصان ہوگا۔ اور رب العالمین، رحمٰن، رحیم، مالک کی عبادت چھوڑ کر جب کسی اور کی عبادت کروگے تو اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اول تو تمہارے فائدے محدود ہونگے اور دوسرے جتنا فائدہ بھی اٹھاؤ گے اس کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس پر کیا بے اختیار انسانی روح سے آواز اٹھتی ہے کہ نہیں 'اِیَّاكَ نعبُدُ'۔ اے وہ ذات جو ان تمام صفات کی حامل ہے ہم اپنی خاطر، نہ کہ تیری خاطر، تیری عبادت پہ مجبور ہوگئے ہیں۔ اور اس بات پر مجبور ہوگئے ہیں کہ تیرے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ 'اِیَّا كَ نَعبُدُ' لیکن یہ کام بڑا مشکل ہے۔ یہ وعدہ کرتے ہی انسان سمجھتا ہے کہ عبادت کا دعویٰ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عبادت اپنے فائدے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دنیا کے معبودوں کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے کہ ہمیں تم سے تعلق ہے لیکن ربّ العالمین کو، رحمن رحیم، مالك یوم الدین کو کیسے دھوکہ دوگے۔ وہ تو دلوں کی پاتال تک نظر رکھتا ہے۔ جب اس کے حضور یہ دعویٰ کروگے کہ 'اِیَّاكَ نعبُدُ' تو ظاہر بات ہے کہ باقی معبودوں کی نفی اس عبادت کے اثبات میں شامل ہے۔ صرف تیری عبادت کرتے ہیں، غیروں کی نہیں کرتے۔ یہ کہنے کے بعد پھر انسان دنیا میں منتقل ہوتا ہے تو سارے جھوٹے معبود اس کے سامنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اگر انسان واقعۃً اپنے بیدار شعور کے ساتھ اپنا جائزہ لے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ ن کہ نماز کے لئے نکلا اور غیروں کی عبادت شروع ہوگئی۔

اس مضمون میں آپ کو یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ غیروں سے مدد لینا غیروں کی عبادت نہیں ہے اگر وہ مدد حقیقی معبود کے منشاء کے خلاف نہ ہو۔ یہ سہولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادی ہے یعنی آپ کہہ سکتے ہیں 'اِیَّاكَ نعبُدُ' صرف تیری عبادت کریں گے اور واپس جاکر اپنے مالک کو بھی یعنی رزق کے ذریعے کو جو رزق کا ذریعہ خدا نے بنا رکھا ہے کسی فرم کا مالک ہے اس کو خوش کرنے کے لئے اچھا کام کرتے ہیں دل کی سچی نیت کے ساتھ اس کے کام کو جیسا کہ اس کا حق ہے ادا کرتے ہیں تو یہ اس کی عبادت نہیں ہے۔ لیکن اگر خدا کہے کہ یہ کام چھوڑ دو اس رزق میں تمہارے لئے میرا منشاء شامل نہیں ہے اس وقت اگر آپ اس کو کرتے چلے جائیں تو یہ اس کی عبادت ہے۔ 'اِیَّاكَ نعبُدُ' کا مضمون وہیں ختم ہو جاتا ہے۔

اسی لئے جو Asylum Seekers ہیں ان کو میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ خدا کے لئے غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔ کوشش کرو کہ کوئی ملک تمہیں پناہ دے دے لیکن جب جھوٹ کے ذریعے پناہ مانگو گے تو تم نے غیر اللہ کی عبادت کی ہے۔ اور اگر تمہیں پناہ نہیں ملتی تو رونے پیٹنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا یہی معبود تھا جس پر تمہاری بناء تھی، کیا اللہ رزاق نہیں ہے، کیا وہ تمام زمینوں کا مالک نہیں ہے؟ جہاں بھی جاؤ گے اگر اس سے تعلق قائم ہے تو ذرہ بھی خوف نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارا کیا بنے گا۔ اس لئے عبادت کا مضمون دنیا کی زندگی میں پڑ کر ان کے تعلقات میں جگہ جگہ پہچانا جاتا ہے اور ہر انسان معلوم کر سکتا ہے کہ میں کس کی عبادت کر رہا ہوں۔ کیا میرا اِیَّاكَ نعبُدُ کا وعدہ سچا تھا یا غلط تھا۔

چونکہ یہ بہت وسیع مضمون ہے۔ ایک دفعہ میں نے تفصیل سے اس کے بعض مواقع آپ کے سامنے رکھے تھے جن مواقع میں سے گزرتے ہوئے اگر آپ آنکھیں کھولے ہوئے ہوں تو آپ کو اپنی عبادت کی حقیقت معلوم ہو سکتی تھی لیکن میں اسی مضمون کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا۔ میں صرف آپ کے سامنے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ 'اِیَّاكَ نعبُدُ' کا مضمون اگر آپ نے غور کیا ہو تو بڑا مشکل دکھائی دے گا اور معادل سے یہ آواز اٹھے گی 'اِیَّاكَ نَستَعِین' تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔

اب دیکھیں کتنا عجیب مضمون ہے۔ ایک طرف تو ربّ، رحمٰن، رحیم، مالک کی صفات آپ کو مجبور کر رہی ہیں کہ اپنے فائدے کے لئے اس کی طرف دوڑیں اور دوسری طرف آپ اپنے فائدے کے لئے دوسروں کی طرف بھی دوڑے پھرتے ہیں اور اس کی رضا کے تقاضوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ وقتی ضرورت ہمیشہ دور کے فائدے پر غالب آجایا کرتی ہے۔ جو نزدیک کا فائدہ ہے وہ دور کے فائدے پر غالب آجایا کرتا ہے اور آپ کو خدا کا فائدہ دور کا فائدہ دکھائی دیتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ وقتی طور پر تو یہ مسئلہ حل ہونے دو جب ہمیں پناہ مل جائے گی پھر نیکی کرلیں گے، اللہ کو خوش کرلیں گے۔ یہ نزدیک کا فائدہ دور کے دائمی فائدے کو نظروں سے اوجھل کر دیا کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دور کو اپنے نزدیک کریں۔ 'اِیَّاكَ نَستَعِین' کا مضمون سردست میں چھوڑتا ہوں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دور کا فائدہ اگر نزدیک ہو جائے تو وہ فائدہ جس نے عارضی طور پر دور کے فائدے کو نظر انداز کرنے پر آپ کو مجبور کر دیا تھا وہ آپ پر کوئی بھی منفی اثر نہیں ڈال سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت دور ہے اتنا دور کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور بہت قریب ہے اتنا قریب کہ آپ کی شہ رگ سے بھی آپ سے زیادہ قریب ہے۔ اگر وہ شہ رگ میں آکے بیٹھ رہے اور آپ جانتے ہوں کہ وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے تو پھر کوئی نزدیک کا فائدہ اس سے تعلق کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا، ناممکن ہے۔ ایک ظاہری عقلی تقاضا ہے، ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے برعکس کچھ ہو۔

پس خدا تعالیٰ کی صفات پر غور کرنا اور ذکر الٰہی پر زور دینا یہ اس بظاہر دور کے خدا کو آپ کے قریب تر کرتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساری زندگی ہر نماز میں خواہ وہ فرض ہو یا نفل ہو یا جو بھی حیثیت رکھتی ہو 'الحمد لله' سے گزرے بغیر آپ کی نماز نہیں ہو سکتی اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ ایک ہی چیز کو بار بار دہراؤں۔ حالانکہ نہیں جانتا کہ بار بار دہرانے کے باوجود بھی وہ نہیں سمجھ سکا۔ ساری عمر رب العالمین، رحمن، رحیم، مالك یوم الدین کا ورد کرتا رہا لیکن ایک کوڑی بھی اس کے دل پر اثر نہ پڑا۔ اور نہ وہ اس ربّ اور رحمٰن کو اپنے قریب کر سکا۔

پس نماز وہ ہے جو صفات الٰہی پر غور کے نتیجے میں صفات الٰہی کو انسان کے اتنا قریب دکھانے لگتی ہے کہ نماز کی برکت سے آپ خدا تعالیٰ کی طرف حرکت کرنے لگتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ نماز کے ذریعے اللہ آپ کے قریب آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نماز کے ذریعے گویا آپ کو ایک سواری میسر آگئی ہے اس میں بیٹھ کر آپ خدا کی طرف بڑھنے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

لگتے ہیں۔ اور مزید غور کریں تو دونوں باتیں بیک وقت سچی ہونگی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے قریب ایک بالشت بھر بڑھے گا خدا اس کی طرف گزوں آئے گا۔ چل کے جائے گا تو اللہ دوڑتا ہوا اس کی طرف آئے گا۔ پس بیک وقت فاصلے مٹنے لگتے ہیں۔ ایک انسان آگے بڑھ رہا ہے تو وہ جس کی طرف بڑھ رہا ہے وہ اس کی طرف اور آگے بڑھ رہا ہے۔ یہ اس لئے لازم ہے کہ انسان اپنا سفر خدا کی طرف اپنی طاقت سے پوری طرح طے کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ بعید ہستی جس کے بعید ہونے کی کوئی انتہا بھی نہیں، وہ اپنی مخلوقات سے اتنی دور ہے کہ مخلوق کا اس کی کسی صفت میں بھی حقیقتاً کوئی حصہ نہیں ہے یعنی شراکت کا کوئی حصہ نہیں۔ حصہ تو ملتا ہے ورنہ مخلوق بن ہی نہیں سکتی۔ ہر خالق اپنی مخلوق میں ایک حصہ ڈالتا ہے لیکن اس کی مخلوق خالقیت کی صفات میں حصہ دار نہیں ہوتی بلکہ اس کا ایک عکس سا اس پر پڑتا ہے۔ وہ حرکتیں تو کرتا ہے ایسی جیسی خالق نے کی ہوں لیکن اپنے آپ کو یا اپنے جیسی چیز کو بنا نہیں سکتا تو وہ خالق کی صفات میں حصہ دار کیسے ہو گیا۔ کوئی انسان، انسان کو خود نہیں بنا سکتا مگر انہی صفات سے استفادہ کرتے ہوئے جو خدا نے انسان کو آگے انسان کی شکلیں بنانے کے لئے عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ پس خالق تو وہی ہے جس نے بنیادی طور پر انسان کی تصویریں اور آگے بڑھانے کی صفات انسان کی تخلیق میں رکھ دی ہیں۔ خالق وہی رہیگا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل جو مضمون چل رہا ہے کہ کس طرح ایک ذرے کو لے کر انسانی گوشت کا ایک ذرہ لے کر اس کو خاص سائنسی انداز میں تربیت دیں، ایک حصے سے گزار کر دوسرے میں داخل کریں، ایک جانور کے رحم سے نکالیں دوسرے میں داخل کر دیں تو بالآخر کلوننگ ہو جائے گی۔ یعنی ممکن ہے کہ ایک بھیڑ بالکل اس بھیڑ کے مشابہ ہر چیز میں پیدا ہو جائے جس بھیڑ سے اس سفر کا آغاز شروع ہوا تھا جس کے جسم کا ایک ذرہ لیا گیا تھا۔ اور عامۃ الناس میں لوگ سمجھتے ہیں کہ دیکھو انسان خالق ہو گیا، کہاں گئے دعوے کہ خدا کے سوا کوئی خالق نہیں۔ لیکن یہ جھوٹے خالق ہیں۔ یہ جب تک خالق کے پیدا کردہ ذرات کو چرائیں نہیں اور خالق ہی کی پیدا کردہ زندگی کی مشینوں سے استفادہ نہ کریں یہ کچھ کلوننگ نہیں کر سکتے۔ وہ کلوننگ کا ذرہ ہی نہیں بنا سکتے جس سے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ شاید اگلے زمانوں میں ممکن ہو جائے تو ایسے لوگوں کو میں بتاتا ہوں کہ وہ زندگی کا ابتدائی ذرہ اتنی ناممکن چیز ہے کہ اس کو بنانا تو درکنار آج تک سائنس دان اس کو سمجھنے میں ہی ناکام رہے۔ ہر کوشش کے بعد بالآخر یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ اگر یہ ذرہ یعنی جو پہلی زندگی کی اینٹ بنی ہے اتفاقات کی پیداوار ہو تو ان اتفاقات کے لئے ایک لامتناہی زمانہ چاہئے، اتنا لمبا زمانہ کہ عام انسان جو حساب نہ جانتا ہو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اتنا لمبا زمانہ کہ ہماری ساری کائنات کا ایک ارب سال کا جو زندگی کا سفر ہے وہ اس کے مقابل پر ایسا ہی ہو گا جیسے کروڑوں میل کے مقابل پر کہیں ایک نقطہ ڈال دیا جائے۔ اس نقطے کو کروڑوں میل سے جو نسبت ہے اتنا فاصلہ چاہئے زمانی لحاظ سے کہ اتفاقات کے نتیجے میں شاید یہ ذرہ پیدا ہو جائے۔ اس کی باریکیاں لاانتہاء ہیں اور انسان ان کو سمجھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پس وہ ذرہ سمجھ ہی نہیں سکتا اس نے بنانا کیا ہے۔ وہ ذرے چراتا ہے، اللہ کی تخلیق سے ان ذروں کو چراتا ہے اور اللہ ہی کی تخلیق کے دوسرے مظاہر میں ان کو داخل کر کے ان سے استفادہ کرتا ہے تو خالق تو نہیں ہے مگر خالق کا نقش اس پر موجود ہے۔ یہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ خالق کا نقش نہ ہو تو تصویر بن ہی نہیں سکتی۔ ہر تصویر کا ایک خالق ہے جس پر اس تصویر بنانے والے کے دماغ، اس کے خیالات، اس کے مقاصد جو اپنی زندگی میں رکھتا ہے ان کا نقش ہو سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے زندگی کی ایسی تصویریں بنا دی ہیں جن میں وہ منعکس تو ہے مگر اس جیسا نہیں ہو سکتا، ناممکن ہے۔ پس ایسے خدا کی طرف جب ہم عبادت کے لئے آگے قدم بڑھائیں گے تو اس تک پہنچ ہی نہیں سکتے "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَار" آنکھوں میں طاقت ہی نہیں ہے کہ اس کو پا سکیں۔ ہاں ایک صورت ہے "هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَار" وہ نگاہوں تک، بصارت تک پہنچتا ہے۔

اس کی تفاصیل بھی میں غالباً پہلے بیان کر چکا ہوں کہ کیسے یہ واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ إِيَّاكَ نَسْتَعِين اس لئے ضروری ہے اور إِيَّاكَ نَسْتَعِين کا جواب یہ ہے کہ خدا چلتے ہوئے کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ اگر یہ فاصلے دونوں طرف سے کم نہ ہوں تو ہمیشہ ناممکن فاصلے بنے رہیں گے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ جب بندے پر جلوہ گر ہوتا ہے تو وہ اس پہ ایک نزول ہے گویا عرش پر اس نے نزول کیا ہے اور دل عرش بن جاتا ہے جس پر وہ نازل ہوتا ہے۔ اس لئے "إِيَّاكَ نَعْبُدُ" کے بعد "إِيَّاكَ نَسْتَعِين" کو بھلانا حد سے زیادہ بے وقوفی ہے۔

پس جب آپ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ ساری باتیں عبادت کی جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ غیر اللہ کی طرف نہ جائیں، شرک کو چھوڑ دیں، جھوٹ کو ختم کر دیں، ہر قسم کی برائیوں سے نماز روکتی ہے، یہ روکے گی تب جب اس میں طاقت آئے گی روکنے کی اور جب تک آپ عبادت کا حق ادا نہ کریں آپ میں یہ طاقت آ ہی نہیں سکتی۔ پہلے نماز طاقت ور ہو گی پھر آپ طاقتور ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے يُقِيمُونَ الصَّلوٰة کا مضمون بہت گہرائی کے ساتھ بار بار بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں **نمازوں کو قائم کرو، ان میں جان ڈالو، نمازیں قائم ہونگی تو تمہیں قائم کریں گی۔ اگر نمازیں قائم نہ ہوں تو تمہیں بھی کچھ فائدہ نہ دیں گی۔** اس لئے عبادت جو زندگی کا مرکزی نقطہ ہے جو محض آپ پر احسان ہے آپ کی تمام ضرورتیں پوری کرنے والا ایک ذریعہ ہے اس سے غافل رہیں اور غیر اللہ کی طرف بھاگتے رہیں تو سراسر نقصان کا سودا ہے۔ آپ کی ساری زندگی بے کار چلی جائے گی اور آپ کو اپنی پیدائش کا مقصد ہی سمجھ نہیں آئے گا۔ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اس تمہید میں کچھ وقت گزر گیا کیونکہ اس کے بغیر ان اقتباسات کی بھی آپ کو سمجھ نہیں آنی تھی یعنی آپ میں سے اکثر کو وہ سمجھ نہیں آسکتی تھیں۔ جو میں نے باتیں اب بیان کی ہیں یہ پس منظر ہے جن کی روشنی میں آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پر غور کریں تو آپ کی آنکھیں کھلنی شروع ہو جائیں گی۔ بہت سے اقتباسات میں سے چند جو میں نے چنے ہیں بعض آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

فرمایا "نماز خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی لمبی وہ منزل ہو گی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہو گا"۔ یہ وہی باتیں ہیں جو میں آپ کو پہلے سمجھا چکا ہوں۔ "سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دُوری بھی لمبی"۔ بہت دور کی منزل ہے ایسی منزل جو گویا آپ کے تصور کی رفتار سے بھی زیادہ تیز آپ سے دور ہٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ "پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا"۔ اب آپ دیکھ لیں کہ وہی گاڑی والا مضمون گویا نماز میں بیٹھ کر سفر کر رہے ہیں۔ پہلے خود نماز کو گاڑی تو بنائیں جب وہ نماز گاڑی بنے گی تو پھر آپ کو لے کے آگے چلے گی۔ اور یہ جو گاڑی بنانے والا مضمون ہے یہ پہلے کئی صورتوں میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ آپ نماز کو قائم کریں، نماز آپ کو قائم کرے گی۔

ایک انسان نے لمبا سفر کرنا ہو تو پہلے محنت کر کے کشتی تو بناتا ہے۔ خشکی کا سفر کرنا ہو تو کوئی نہ کوئی گاڑی خواہ وہ زمینی گاڑی ہو یا ہوائی جہاز ہو اسے لازماً بنانی پڑیں گی۔ یہ نماز کا قیام ہے۔ نماز کو ایسا قائم کریں کہ وہ آپ کو لے کر اس سفر پر روانہ ہو جائے جو خدا کی طرف آپ کو پہنچائے گا۔ لیکن محض آپ کا روانہ ہونا کافی نہیں، خدا کا آپ کی طرف روانہ ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اسے دل کی تسکین، آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہو کر، پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ یعنی یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا اسلام کے قدموں کے نیچے آگئی ہے۔ "جب سے اسے ترک کیا" یعنی نماز کو جو دراصل ساری دنیا کے سفر میں ایک گاڑی کی طرح کام دے رہی تھی "وہ خود متروک ہو گئے ہیں" جب نماز کو ترک کیا یعنی دل لگا کر نماز پڑھنے کو ترک کیا تو نماز نے ان کو چھوڑ دیا۔ "دردِ دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے"۔ یہاں پہنچ کر خوشی اور غمی کا ایک دائمی مسئلہ بھی سمجھ آنے لگتا ہے۔ اگر کسی انسان کے دل پر غم اور سوز و گداز کی کیفیت طاری نہ ہو تو نہ وہ دنیا کے معشوق کو پا سکتا ہے نہ عقبیٰ کے معشوق کو یعنی اللہ کو۔ عشق کے ساتھ ایک سوز لازم ہے اور ایسا انسان جس کے دل میں

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

کبھی عشق جاگا ہی نہ ہو وہ عمر بھر نام لیتا رہے گا اللہ کے لیکن وہ اللہ کے نام اس کے دل میں کوئی تموج پیدا نہیں کریں گے، کوئی حرکت پیدا نہیں کریں گے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت باریکی کے ساتھ آپ کو بتاتے ہیں کہ کون سے مواقع آپ کو میسر آئیں گے، ان مواقع سے فائدہ اٹھالیں۔ شیکسپیئر نے کہا ہے کہ بعض دفعہ سمندر میں بعض لہریں ایسی آتی ہیں کہ وہ کشتیوں کو اپنی منزل تک پہنچا دیتی ہیں۔ جب ان لہروں سے فائدہ نہ اٹھاؤ تو پھر کبھی بھی وہ کشتی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے در حقیقت رحیمیت کا ایک جلوہ آپ کو دکھایا ہے جس کے ذریعے آپ نماز پڑھنے کا سلیقہ سیکھ سکتے ہیں۔ اگر دل کی غفلت کی حالت میں نمازیں پڑھتے رہیں گے، عمر بھر بھی پڑھتے رہیں کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ لیکن کبھی کسی بچھڑے ہوئے کا غم ہو، کسی بچھڑنے والے کا غم ہو، مرتے ہوئے مریض کا دکھ آپ کو بے چین کر رہا ہو اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد ہیں جو آپ کے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہوں آپ ان کے لئے بے چین ہوں تو وہ وقت ہے کہ جب نماز کے اندر ایک تلاطم پیدا ہو جاتا ہے، ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت کشتی میں بیٹھ کر کی جانے والی دعائیں بھی نماز بن جایا کرتی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خشک منطق کے ذریعے ہمیں کچھ نہیں سمجھایا ایک عارف باللہ جس طرح مضمون کی گہرائی میں اتر کر باتیں کرتا ہے اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سمجھاتے ہیں کہ نماز شروع کرنی ہو تو کرب کی حالت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اپنی بے چینیوں سے نماز کو حاصل کرو کہ وہ مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ اس لئے فائدہ اٹھاؤ کہ نماز تمہیں واقعۃً نکالے گی ان مشکلات سے اور جب نکالے گی تو نماز کا ایک فائدہ آپ کے تجربے میں سے گزر جائے گا اور پھر بے وقوف ہی ہوگا جو کشتی سے اتر کر پھر شرک میں مبتلا ہو جائے جبکہ خدا نے اسے کشتی کی دعائیں سن کر بچالیا ہو۔ تو نماز گویا ایک کشتی کی طرح بن جاتی ہے جو سخت کرب اور بے چینی کی حالت سے اٹھنے والی گریہ وزاری کے نتیجے میں آپ کو طوفانوں اور ہلاکت سے بچالیتی ہے لیکن پھر اس ذات کو نہ بھولیں، خواہ خشکی پر چلیں، جس ذات نے آپ کو سمندر کی گہرائیوں سے نجات بخشی تھی۔ یہ وہ تصور ہے، یہ شکر ہے نماز کا جو آپ کو پھر نماز سے وابستہ کر دے گا۔ اور آئندہ آپ کے لئے نمازیں پڑھنا آسان بھی ہو جائے گا اور دلچسپ بھی ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے، ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوتا ہے"۔ اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا تجربہ بیان فرما رہے ہیں۔ اگر آپ کو بھی یہ تجربہ حاصل ہو جائے اور آپ کے دکھ آپ کی نماز کے ذریعے آپ کے مسائل ہی حل نہ کریں بلکہ اس ذات سے تعلق قائم کر دیں جو مسائل حل کرتی ہے تو نمازیں کتنا بڑا منفعت کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اور پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ آپ کو محض اپنی حاجات کے لئے نماز کی ضرورت پیش نہیں آتی، سب دنیا کی حاجات کے لئے آپ کو نماز کی ضرورت پیش آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نمازیں جو اتنا طول پکڑ لیا کرتی تھیں ہرگز اس لئے نہیں کہ آپ کو اپنی نفسی ضرورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا پڑتا تھا، جھکتے رہے، اس ذات کو پا بھی لیا مگر تمام کائنات کی ضرورتوں کے لئے جو آپ کے زمانے میں پیش آسکتی تھیں یا قیامت تک پیش آتی رہیں گی ان سب کے لئے آپ نمازوں میں خدا کی طرف جھکتے رہے۔

اس کا یہ نمونہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کو خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوتا ہے اور یہ تجربہ ہر مخلص احمدی کو بارہا ہوا ہوگا۔ یہ میں مان ہی نہیں سکتا کہ سچا احمدی ہو یا کم سے کم کسی حد تک مخلص ہو اور خدا نے اس کو اپنے قرب کے نشان نہ دکھائے ہوں۔ ہر کس و ناکس کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے نشان دکھاتا ہے تا کہ کچھ چکھے اور اس کی لذت پا کر پھر کچھ آگے بڑھنا شروع کرے اور اس راہ سلوک کے سفر اس کے لئے آسان ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "نماز میں کیا ہوتا ہے یہی کہ عرض کرتا ہے، التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے"۔ جب انسان التجا کا ہاتھ بڑھاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جیسے ڈوبتا ہوا اپنا ہاتھ باہر نکال دیتا ہے تا کہ کوئی تو دیکھے کوئی تو اس کے دکھ کا مداوا کرے۔

فرماتے ہیں: "التجا کے ہاتھ بڑھا دیتا ہے اور دوسرا اس کی غرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گذارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے"۔ یہ نماز کی بیقراریوں کا آخری نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ایک دور کی ہستی تھی ایک غائب ہستی تھی وہ نماز کے ذریعے آپ کے قریب آنے لگتی ہے۔ اتنا قریب آجاتی ہے کہ پھر آپ اس کی آوازیں سننے لگتے ہیں۔ وہ سمیع ہے، علیم ہے۔ سنتا ہے اور جانتا ہے کہ آپ مشکل میں ہیں اور ان مشکلوں کو دور کر بھی دیتا ہے جیسا کہ پہلے بیان گزر چکا ہے لیکن صرف مشکلیں دور کرنا مقصد نہیں ہے۔ مشکلیں دور کرنا ایک ذریعہ ہے اس کی پہچان کا اور نماز وہ ذریعہ بنتی ہے۔ فرماتے ہیں "اس کی غرض کو اچھی طرح سنتا ہے اور پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گذارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے"۔

"نمازی کا یہی حال ہے خدا کے آگے سربسجود رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے مصائب اور خواہش سناتا ہے پھر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب سے تسلی دیتا ہے"۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کا ایک ایک لفظ عین موقع پر چنا ہوا ہے اور وہ انسان جو نہیں سمجھتا وہ سمجھے گا یہ زائد لفظ ہے کیسے اس مضمون پہ اطلاق پا رہا ہے سمجھ ہی نہیں آسکتی۔ اب غور کریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ساری عمر کا رونا پیٹنا، اس کی دعائیں کرنا کتنا وقت چاہتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرما دیا ایک وقت **جلد** آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا ہے۔ عمر بھر کی نمازیں ہوں اور وقت جلد آجاتا ہے ان دو باتوں کا کیا تعلق ہوا۔ اصل میں عمر بھر کی وہ دعائیں جو بلانے کے لئے ہوتی ہیں ان میں اضطرار کی کمی کی وجہ سے وہ نمازیں گویا ایسی ہو جاتی ہیں کہ نہ خدا ان کو دیکھ رہا ہے نہ ان کو سن رہا ہے۔ لیکن جب ان نمازوں میں اضطرار پیدا ہو جائے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے تو خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے "وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ" جب واقعۃً اس کے دل میں ہماری تلاش پیدا ہوتی ہے تو وہ لمحہ ایسا ہے کہ میں قریب ہوں۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ تو ان کو جواب دے کہ میں قریب ہوں۔ براہ راست سائل کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے ایسا کہ اس کی تیزی بیچ میں کسی وسیلے کو رہنے نہیں دیتی۔ پس یہ موقع ہے جو "جلد آجاتا ہے" کا موقع ہے۔

اب بتائیں جو شخص عارف باللہ نہ ہو جس نے ان تمام مضامین کو بہت گہرائی اور باریکیوں سے سمجھا نہ ہو اور اپنے دل پہ طاری نہ کیا ہو وہ یہ لکھ ہی نہیں سکتا۔ ہر پڑھنے والا سمجھے گا کہ شاید کاتب کی غلطی سے 'جلد' لکھا گیا ہے یا نہ بھی سمجھے تو بغیر سمجھے آگے گزر جائے گا۔ تو 'جلد' کا مضمون ہمیں بتا رہا ہے کہ ہماری دعا میں جو اضطرار خدا کے قریب کرتا ہے وہ دراصل جب تک اپنے معراج کو نہ پہنچے جیسا کہ ڈوبتے ہوئے کی مثال دی گئی ہے اور جب تک یہ نہ ہو کہ گویا وہ شخص اب غرق ہوا کہ ہوا اس وقت تک نماز کا معراج انسان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ تیزی کے ساتھ اس طرح آپ کی طرف نہیں بڑھتا جیسے اب اگر اس نے آپ کو نہ سنبھالا تو آپ گئے۔ یہ وہ روحانی وجود کی ہمیشہ کی زندگی کا راز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہمیں سنایا گیا ہے۔

فرماتے ہیں "ایک وقت جلد آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

دے کر تسلی دیتا ہے بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے"۔ حقیقی نماز کے بغیر کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور پھر جن کا خدا ہی ایسا نہیں وہ بھی گئے گزرے ہیں ان کا کیا دین اور کیا ایمان وہ کس امید پر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔ یہ اسلام کا خدا ہے، یہ اسلام کی نمازیں ہیں، یہ اسلام کی نمازوں کے دائمی پیغامات ہیں جو اگر کسی انسان کے ذہن پر اپنی جگہ بنائیں، اس کا ذہن شعوری طور پر ان پیغامات کو قبول کرے اور خود اپنی سطح پر ان کے لئے جگہ بنائے اور نقش کا وہ حسن پیدا ہو جو ایک اعلیٰ درجے کا نقاش پیدا کرتا ہے تو پھر وہ ذہن اس حسن کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ نقوش دائمی اس کا حصہ بن جائیں گے پھر نماز سے آپ کی علیحدگی ممکن ہی نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اور اقتباسات ہیں جو میں پھر انشاء اللہ آئندہ آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس وقت ایک اور پیش کرنے کا کچھ وقت ہے۔ کسی نے سوال کیا بہترین وظیفہ کیا ہے؟ جواب: "نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف، تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے"۔ اوراد کا لفظ غالباً عام اردو دانوں کے لئے سمجھنا مشکل ہوگا۔ ورد کرنا جس کو کہتے ہیں نا۔ ذکر کا ورد کرنا۔ اس کی جمع اوراد ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے "اَلا بذِکرِ اللہِ تطمئنّ القلوب" سنو! خبردار! یہ ذکر الٰہی ہے جس کی وجہ سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ مگر مثال اس ذکر کرنے والے کی دی ہے جس کا دل واقعۃً اطمینان پاتا تھا۔ لیکن اگر آپ ان وجوہات کو نہ سمجھیں اس دل کی کیفیات پر غور نہ کریں جو نماز کے لئے کھڑا ہوتا اور اطمینان پاجاتا تھا تو آپ اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام آپ کے سر کے اوپر سے گزر جائے گا۔ آپ کو سمجھ ہی نہیں آئے گی کہ کیسے ذکر سے دل مطمئن ہوتا ہے۔

"اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے"۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جتنے بھی صوفی اور ملاں لوگ وظیفے بنا بنا کر لوگوں کو سمجھاتے ہیں یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں۔ نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ سیدھا سادہ جواب ہر مشکل کا یہ ہے کہ نماز پڑھو۔ قرآن کریم آغاز سے آخر تک نماز کے ذکر سے بھرا پڑا ہے اور جہاں لفظ نماز نہیں بھی آتا وہاں بھی غور کرو تو نماز کا مضمون بیان ہو رہا ہے لیکن اسی سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اور ایک نئی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مقابلہ میں بنا دی ہوئی ہے"۔ جتنا پیر، فقیر وظیفے، دم درود آپ کو سکھاتے ہیں، فلاں چیز لکھ لو، فلاں وظیفہ بار بار پڑھو اور تمہاری مشکل حل ہو جائے گی فرمایا یہ مشرک لوگ ہیں جنہوں نے گویا آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کے مقابل پر ایک اور شریعت بنا رکھی ہے۔ فرماتے ہیں: "مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں"۔ اب کیا دونوں ایک ہو گئے۔ فرمایا مجھ پر تو الزام ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے اور خود شریعت بنائی ہوئی ہے۔ اس کے اندر ہی جواب مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو باتیں بیان کر رہے ہیں وہ تو ساری شریعت محمدیہ کی باتیں ہیں ایک بات بھی اپنی طرف سے زائد نہیں کر رہے۔ تو وہ نبی جو کلیۃً محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہو اور آپ ہی کی شریعت کی باتیں کرے اس پر اعتراض کرتے ہیں اور خود عملاً وہ نبی بنے بیٹھے ہیں جنہوں نے نئی شریعتیں ایجاد کر دی ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرماتے ہیں۔ "اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں"۔

اب چونکہ وقت ہو گیا ہے۔ باقی انشاء اللہ پھر آئندہ اسی مضمون پہ کچھ اور کہیں گے۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ذمہ داری ڈالتے ہیں۔ حضور نے گزشتہ خطبہ میں پاکستان کے آئینی بحران پر کئے گئے تبصرہ کے حوالہ سے فرمایا کہ میں نے کھل کر اس توقع کا اظہار کیا تھا کہ یہ بڑھتا ہوا سیلاب اس آئین کو غرق کر سکتا ہے ورنہ یہ آئین ملک کو بہا لے جائے گا۔ بعینہ ملک کے دانشوروں کی بھی یہی آواز تھی مگر ملاؤں نے شور ڈالا کہ مرزا طاہر نے اس بحران میں اپنا ملوث ہونا ثابت کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں ملوث تو ملک کے صدر، وزیراعظم اور جج صاحبان وغیرہ تھے۔ اگر پکڑنا ہے تو ان کو پکڑنا چاہئے۔ کہ جب قادیانیوں نے آپ کو اکسایا تو آپ کیوں ان کے کہنے میں آ کر بحران میں مبتلا ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ نے وہ بیان پڑھ کر سنائے جن میں حضور پر اور جماعت پر اس بحران میں ملوث ہونے کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ پھر ملکی اخبارات سے دانشوروں کے وہ بیانات سنائے جن میں وہ باتیں کہی گئی ہیں جو حضور نے فرمائی تھیں اور فرمایا کہ میرے نزدیک حالات حاضرہ پر صحیح تبصرہ کرنا کوئی جرم نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں دوبارہ قوم کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے مخاطب ہو کر قرآن کریم نے جو کچھ فرمایا ہے یہ آپ لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور مزید ہوگا۔ اگر آپ کو کوئی چیز بچا سکتی ہے تو آپ کی ایک دوسرے سے منافقت اور مناقشت نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی متحدہ دعائیں ہی ہیں جو بچا سکتی ہیں۔ جن کی دعائیں خدا کے حضور قبولیت سے دیکھی جاتی ہیں ان کو آپ نے اپنا دشمن بنا رکھا ہے اس لئے اس ملک سے بدبخت ملاں کو نکالو۔ یہی بحران لاتا ہے۔ اگر آئندہ کوئی مزید بحران آیا تو یہی لائے گا۔ اگر پاکستان سے ملائیت کا خاتمہ کر دیا جائے تو پاکستان دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسا بیان ہے جسے قلمزد نہیں کیا جا سکتا۔ آپ چیخیں چلائیں جو مرضی ہے اس کے خلاف کہیں لیکن اس بات کو اپنے دلوں پر اپنے سینوں پر لکھ لیں کہ اس ملک سے اگر ملاں کا فساد دور کر دیا جائے اور اسے اس ملک کے امور سلطنت میں دخل اندازی سے کلیۃً نکال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ بہت بڑا اور عظیم ملک بن کر ابھر سکتا ہے۔ پس ہماری یہ تمنا ہے اور یہ دعائیں ہیں اب انہیں جس طرح چاہیں غلط رنگ میں آپ پیش کرتے رہیں۔ مگر وہ غلط رنگ میں ان کا پیش کرنا آپ کے خلاف جائے گا کیونکہ ہمیں ایک قادر مطلق پر ایمان ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہمارے دل کی آہوں کو سنتا ہے اور تمہاری یاوہ گوئی سنتا ہے تو تمہارے خلاف رد عمل کے لئے سنتا ہے۔ تمہاری یاوہ گوئی کو خود تمہارے خلاف استعمال کرنے کے لئے تمہاری باتیں سنتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کی تائید میں ہمیشہ ہماری پشت پہ ہمارا خدا کھڑا ہے اور ہمیشہ کھڑا رہے گا۔ آپ اس حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وصال کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا ذکر فرمایا جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر چسپاں کئے گئے تھے۔ مگر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ الہامات دراصل آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کی زندگی پر اطلاق پاتے ہیں۔ ۱۹۰۷ء کے الہامات میں یہ ذکر ہے کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی بیماری کی حالت میں الہاماً بتایا گیا کہ اللہ نے اسے خلاف توقع لمبی عمر دی اور اللہ نے اسے خلاف توقع امیر بنایا۔ حضور نے بتایا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی عمر تو لمبی نہیں تھی وہ اپنے بھائیوں سے چھوٹی عمر میں فوت ہوئے جبکہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ کو ایسی بیماریاں لاحق ہوئیں جن سے بچنا محال تھا۔ بغیر توقع کے لمبی عمر اور بغیر توقع کے بار بار عمر پانا یہ دونوں باتیں آپ کی ذات میں بعینہ چسپاں ہوتی ہیں پھر ان کو امارت بھی ایسے دی گئی جس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ حضور کی ہجرت کے بعد آپ مسلسل قریباً ۱۳ سال امیر مقامی رہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ خلافت کے عاشق اور فدائی تھے۔ اگر کسی کے متعلق کبھی وہم ہوا کہ کوئی خلافت کے متعلق غلط اشارے کر رہا ہے تو سختی سے اسے رد کر دیا۔ حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نمائندگی میں جب میں نے ہجرت کی تو حضرت میاں شریف احمد صاحب کے بیٹے یعنی مرزا منصور احمد صاحب کو امیر مقامی کی سعادت ملی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سارے واقعات اور ان کی واضح تشریحات ایسی ہیں جنہیں رد نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کا وجود مبارک وجود تھا جسے مسیح موعودؑ کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ایک پاک روح، بہت دلیر انسان، خلافت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔ آپ نے ساری زندگی سادہ گزاری۔ بالکل بے لوث انسان تھے۔ ذرا بھی کوئی انانیت ان کے اندر نہیں تھی۔ ہر چیز میں قناعت پائی جاتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس دفعہ جب آپ یہاں تشریف لائے تو بہت خوش تھے۔ حضور نے اس سفر کے دوران کی خاص خدمت کی توفیق پانے والوں میں خصوصیت سے فضل احمد صاحب ڈوگر اور ان کے بھائیوں صدیق احمد صاحب اور بشیر احمد صاحب وغیرہ کا ذکر فرمایا اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ تمام دنیا کے احمدی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد کی وفات پر ان کے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں۔ یہ بہت ہی پیارا انداز ہے رخصت کا کہ ساری دنیا کی دعاؤں کو سمیٹے ہوئے انسان اس دنیا سے رخصت ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں میں گزارو۔ رات دن تضرع میں لگے رہو (حضرت مسیح موعودؑ)

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیزان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں۔
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی۔ پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہوگا

Muhammad Suleman Tariq

13 Portman Gardens, Hillingdon Middx. VB10 9NT

Tel: 01895-234-525 Fax: 01895-234-155

خطبات جمعہ و مجالس سوال و جواب کا انڈیکس فلاپی ڈسکس پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبات جمعہ اور مجالس سوال و جواب (سال ۱۹۸۲ء سے سال ۱۹۹۶ء تک) کا انڈیکس اب فلاپی ڈسکس (۳۶۵ انچ) پر بھی دستیاب ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے تیار کردہ اس انڈیکس کی مدد سے آپ بآسانی مطلوبہ کیسٹس (آڈیو، ویڈیو) حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ فلاپی ڈسکس حاصل کرنے کے لئے Incharge Audio/Video Department سے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔ 16 Gressenhall Road, London. SW18 5QL. U.K.

بزرگ ہستیاں

(ڈاکٹر محمد جلال شمس۔ ہیمبرگ، جرمنی)

دوسری قسط

دوسری بزرگ ہستی جس کا خاکسار ذکر کرنا چاہتا ہے وہ "خالد احمدیت" حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؒ مرحوم ہیں۔ مجھے یاد ہے جامعہ احمدیہ کے ابتدائی دنوں کی بات ہے عاجز کو عربی زبان میں گفتگو کرنے کا شوق تھا۔ جامعہ احمدیہ سے باہر جس بزرگ کے ساتھ عربی زبان میں گفتگو کیا کرتا اور وہ میری غلط سلط عربی کو بھی برداشت کرتے ہوئے میرے ساتھ فصیح عربی میں گفتگو فرماتے اور اس طرح میری حوصلہ افزائی فرماتے وہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؒ تھے۔ خاکسار کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مولانا ابوالعطاءؒ کے فرزند مکرم برادرم عطاء المجیب صاحب راشد (حال امام مسجد فضل لندن) جب جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو درجہ ثالثہ سے اختتام جامعہ احمدیہ تک ہم ایک ہی کلاس میں زیر تعلیم رہے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو بھی اس بات کا بے حد احساس تھا اور میرے ساتھ اس لئے بھی شفقت کا سلوک فرماتے کہ میں ان کے بیٹے کا دوست اور کلاس فیلو تھا۔ حضرت مولانا مرحوم کے بارہ میں چند واقعات عرض کرتا ہوں جس سے ان کے کردار پر روشنی پڑتی ہے۔

ہم ابھی جامعہ سے نئے نئے ہی فارغ ہوئے تھے اور مختلف دفاتر میں مصروف عمل تھے۔ گرمیوں کے ایام تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء مرحومؒ امیر مقامی اور غالباً قائم مقام ناظر اصلاح وارشاد تھے۔ خاکسار ان دنوں نظارت اصلاح وارشاد میں ٹریننگ لے رہا تھا۔ ایک دن سارے کلاس فیلو حضرات نے پکنک کا پروگرام بنایا۔ جمعہ کے روز ہم یکو والا نہر گئے اور سارا دن خوب پکنک منائی۔ جمعہ کے وقت ہم نے نماز جمعہ باجماعت ادا کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ برادرم عطاء المجیب راشد صاحب پکنک پر جانے سے قبل حضرت مولانا کو اطلاع نہ دے سکے تھے۔ غالباً شام کے وقت ان کو پتہ لگا۔ اگلے دن آپ نے دفتر آتے ہی خاکسار کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تمام دوستوں کی لسٹ تیار کروں۔ خاکسار نے سب سے پہلے برادرم راشد صاحب کا نام لکھا اور فہرست مکمل کر کے حضرت مولاناؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے سب کو اپنے دفتر میں طلب فرمایا اور جواب طلبی کی کہ آپ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑ کر پکنک کے لئے کیوں گئے؟ ہم نے عذر پیش کرنے کی کوشش کی کہ ہم نے نماز باجماعت ادا کی اور خطبہ بھی دیا۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ کیا آنحضرت ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ لوگ مرکز کو چھوڑ کر باہر جا کر جمعہ کی نماز پڑھیں۔ یا یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اردگرد کے لوگوں کو بھی مرکز میں آکر جمعہ کی نماز ادا کرنی چاہئے۔

اس پر ہم سب انگشت بدنداں ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر صاحب ایک روپیہ صدقہ دے اور استغفار کرے۔ مجھے حضرت مولانا کا اصلاح وتربیت کا یہ انداز بے حد پسند آیا جس میں باوجود ہماری واضح غلطی کے سزا میں اصلاح کا پہلو غالب تھا بلکہ سراسر پدرانہ شفقت اور دل موہ لینے والے انداز میں ہمیں اپنی غلطی کا احساس دلایا گیا تھا۔

حضرت مولانا کی پدرانہ شفقت کا ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔ جب خاکسار کی شادی ہوئی اسوقت خاکسار حیدر آباد سندھ میں بطور مربی متعین تھا۔ شادی کے بعد جلسہ سالانہ کے ایام میں ربوہ جانے کا موقع ملا۔ اور وہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد پر ترکی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اسلام آباد بھیج دیا گیا۔ اس طرح کئی ماہ گزر گئے۔ ایک دن میں حضرت مولانا کی خدمت میں بغرض سلام حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا سلسلہ کی طرف سے تمہیں شادی کے موقع پر کوئی تحفہ ملا ہے۔ خاکسار نے نفی میں جواب دیا۔ حضرت مولانا نے مجھے فرمایا کہ حضور کی خدمت میں ایک خط لکھو۔ پھر خط کا مضمون بھی مجھے خود ہی سمجھایا۔ چنانچہ خاکسار نے وہ خط لکھا۔ حضرت مولانا وہ خط لے کر خود ہی حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واپس آکر آپ نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ حضور اقدس نے ازارہ شفقت پانچ صد روپے تحفۃً خاکسار کو دئے ہیں۔ اس وقت کے لحاظ سے یہ ایک خاصی بڑی رقم تھی جو کہ سراسر حضرت مولانا کی شفقت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی عنایت کے نتیجہ میں خاکسار کو حاصل ہوئی۔

خاکسار ترکی سے کچھ عرصہ کی رخصت پر ربوہ آیا ہوا تھا اور واپس جانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ واپسی سے ایک روز قبل خاکسار صدر انجمن احمدیہ کے اس گیٹ کے قریب تھا جو خلافت لائبریری کی طرف ہے۔ حضرت مولانا دوپہر کے وقت مکرم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم کی گاڑی پر اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ گاڑی رکوا کر خاکسار سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے لائلپور ائر پورٹ جانے کا کوئی انتظام ہوا ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ بس پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ فوراً گاڑی سے نیچے اتر آئے اور فرمایا کہ ابھی کار کا پتہ کرتے ہیں۔ گرمی شدید تھی۔ مجھے سخت شرمندگی تھی کہ حضرت مولوی صاحب خاکسار کی وجہ سے اتنی تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا آگے آگے چل رہے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ مختلف دفاتر میں جا کر حضرت مولانا نے دریافت فرمایا کہ آیا کل انکی گاڑی فارغ ہو گی۔ ہر جگہ سے جواب نفی میں ملا۔ جب ہم نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف کے قریب سے گزرے تو حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم برآمدہ میں کرسی پر بیٹھ کر مطالعہ میں مصروف تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے سلام کے بعد یہ آیت پڑھی "والنازعات غرقا" حضرت قاضی صاحب نے مسکرا کر سر اوپر اٹھا کر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے بعد حضرت مولانا نے اس پر بس نہیں کی۔ میری بار بار کی درخواستوں کے باوجود انصار اللہ کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ انصار اللہ کی وین ربوہ سے باہر تھی۔ اور رات کو دس بجے اس کی واپسی متوقع تھی۔ حضرت مولانا نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ رات کو دس بجے جب وین آجائے تو مجھے فون پر مطلع کر دینا۔ جب وین آگئی اور میں نے حضرت مولانا کو فون پر وین کی آمد سے مطلع کیا تو آپ مطمئن ہوئے۔

برادرم مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ان دنوں پاکستان سے باہر خدمت دین میں مصروف تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے راشد صاحب کی نمائندگی کا حق یوں ادا کیا کہ اپنے مکان پر خاکسار کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام فرمایا جس میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب اور بعض دیگر بزرگان بھی مدعو تھے۔ حضرت مولانا نے دعاؤں کے ساتھ عاجز کو بیرون ملک رخصت کیا۔ اللھم ارفع درجاته و أدخله في أعلى عليّين.

☆......☆......☆

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم بھی بڑی بزرگ شخصیت تھے۔ خاکسار جامعہ احمدیہ سے فارغ ہو کر میدان عمل میں آیا تو حضرت قاضی صاحب ناظر اصلاح وارشاد تھے۔ خاکسار کو ان کی نگرانی میں نظارت اصلاح وارشاد میں خدمت کا موقع میسر آیا۔ حضرت قاضی صاحب ایک متبحر عالم دین تھے۔ عاجز نے ایک ترکستانی کے ساتھ حضرت قاضی صاحب کو فصیح فارسی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے۔ نیز غیر از جماعت علماء کے ساتھ بحث مباحثہ کرتے ہوئے بھی حضرت قاضی صاحب مرحوم کے وسیع علم اور دلنشین طرز استدلال کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ ایک اہل حدیث عالم کا کسی دوسرے غالباً شیعہ عالم دین کے ساتھ تحریری مناظرہ ہو رہا تھا۔ اہل حدیث عالم، شیعہ عالم کی تحریر ربوہ لا کر حضرت قاضی صاحب مرحوم کے سپرد کرتے۔ حضرت قاضی صاحب اس کا جو بھی جواب تحریر فرماتے وہ عالم دین وہی تحریر شیعہ عالم دین کو ارسال کر دیتے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ تحریری مناظرہ بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا یا نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اہل حدیث عالم کے جوابات دراصل قاضی صاحب مرحوم کے تحریر کردہ تھے۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم نے ایک بار فرمایا کہ یہ اہل حدیث عالم ہمارے پرانے دوست ہیں اور شریف النفس انسان ہیں۔ اتنی محنت سے تیار شدہ گہری علمی تحریر کو کسی غیر کے سپرد کر دینے کا حوصلہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم نے جب "تعلیمی پاکٹ بک" تیار کرنی شروع کی تو خاکسار کو حضرت قاضی صاحب کی معاونت کا موقع ملا۔ حضرت قاضی صاحب زبانی مضمون بیان فرماتے اور خاکسار لکھتا جاتا۔ اکثر حوالہ جات آپ کو زبانی یاد تھے اور آپ نے زبانی ہی تحریر کرائے۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد فرماتے کہ ویسے تو انشاء اللہ حوالہ جات میں غلطی نہیں ہو گی لیکن پھر بھی خلافت لائبریری سے کتابیں دیکھ کر چیک کر لینا۔ دفتر کے تمام امور بھی ساتھ ساتھ سرانجام پاتے رہے۔ اس قدر گہماگہمی اور اتنے شور وغل میں حضرت قاضی صاحب مرحوم کا ایک علمی کام میں مشغول ہونا باعث حیرت ہی نہیں یقیناً قابل ستائش بھی ہے۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کی رقیق القلبی اور عفو و درگزر کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ نظارت اصلاح وارشاد کے ایک کارکن جو گجرات کے گاؤں فتح پور کے رہنے والے تھے لیکن کیمبل پور میں متعین تھے انکے بارہ میں یہ شکایت ملی کہ وہ بہت لمبے عرصہ اپنے گاؤں میں رہتے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ کبھی مسجد میں جا کر نماز ادا نہیں کرتے۔ شکایت بھی غالباً لوکل صدر جماعت کی طرف سے حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں پہنچی تھی اور دریافت کیا گیا تھا کہ کیا نظارت کے کارکنان کو اتنی زیادہ چھٹیاں ہوتی ہیں کہ وہ کئی کئی ماہ اپنے گاؤں جا کر رہیں۔ اور کیا چھٹیوں میں مسجد جانا منع ہے؟ حضرت قاضی صاحب ناظر اصلاح وارشاد تھے۔ آپ کے ارشاد پر ایک سینئر مربی صاحب اور خاکسار فتح پور پہنچے اور تحقیقات کر کے رپورٹ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ شکایت بالکل درست تھی۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے متعلقہ کارکن کو دفتر بلایا اور پوچھا کہ تمہارے متعلق یہ شکایت موصول ہوئی ہے کہ تم کئی کئی ماہ بغیر اجازت لئے اپنے گاؤں جا کر چھٹیاں گزارتے ہو اور مسجد بھی نہیں جاتے اس کی وضاحت کرو۔ اس استفسار کے جواب میں بجائے اس کے کہ وہ صاحب معذرت کریں اور شرمندگی کا اظہار کریں انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ میں تو گاؤں گیا ہی نہیں اور یہ شکایت اور تحقیقاتی رپورٹ سب کچھ غلط اور بے بنیاد ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے شدید حیرت کا اظہار کیا اور ان صاحب کی اس دیدہ دلیری سے کذب بیانی پر تاسف کا اظہار فرمایا لیکن بایں ہمہ آپ نے اس شخص کو سمجھا بجھا کر اور نصیحت کر کے معاف فرما دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ وہ صاحب بعد میں وقف سے فارغ ہو گئے بلکہ جماعت سے بھی نکل گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

میری دعا ہے کہ خداوند متعال حضرت قاضی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کی ہمیشہ حفاظت فرماتا رہے۔ آمین۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم بھی بہت ہی عظیم انسان تھے۔ خوبصورت لمبا قد، متبسم چہرہ، دلکش انداز گفتگو، سر پر ترکی ٹوپی، صورت اور سیرت کے لحاظ سے آپ کی شخصیت دلنواز تھی۔ خاکسار جب ترکی جانے والا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم نے خاکسار کو اپنے گھر چائے پر بلایا۔ بعض دیگر احباب کو بھی اس دعوت میں شریک کیا گیا تاکہ خاکسار کی عزت افزائی ہو۔ سب نے مل کر دعا کی۔ حضرت مولانا نے فرمایا: "آپ استنبول جائیں گے وہیں صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار مبارک ہے۔ جب وہاں جا کر دعا کریں تو مجھ ناچیز کے لئے بھی دعا کریں اور یاد رکھیں کہ میرا نام عبدالمالک ہے۔

حضرت مولانا نے اس عاجزی سے اور اتنے خوبصورت انداز میں مجھے دعا کی تحریک کی کہ دل پگھل گیا۔ چنانچہ عاجز کو جب حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار مبارک پر جانے اور دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو میں نے حضرت مولانا مرحوم کی خواہش کے مطابق ان کیلئے بھی دعا کی۔

جب خاکسار پہلی بار ترکی سے واپس ربوہ گیا تو حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع بھی ملا۔ آپ اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک دفعہ یوم مسیح موعود کے سلسلہ میں مسجد مبارک میں جلسہ کا پروگرام تھا۔ آپ نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ کوئی موضوع تجویز کریں۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

DEUTSCHES LAMM

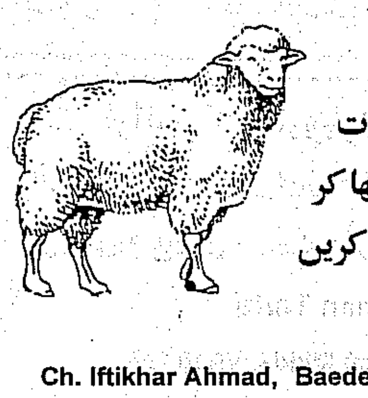

حلال گوشت کے خواہشمند حضرات
بذریعہ فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر
فوری رابطہ کر کے تازہ گوشت حاصل کریں
احمد برادرز

Ch. Iftikhar Ahmad, Baeder Str.24,; 23626 Ratekau Germany
Tel: 04504-201 Fax:04504-202 Mobil: 0171 7923633

مسائل رمضان (۱)

روزہ کس پر فرض ہے؟

(عبدالماجد طاہر ـ لندن)

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم (یعنی جو حالت سفر میں نہ ہو) مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور و ناتواں ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مرضعہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔ (فدیہ کا ذکر الگ عنوان کے تحت آگے آئے گا)۔

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت امام بخاریؒ نے "باب صوم الصبیان" یعنی بچوں کا روزہ کا الگ عنوان قائم کیا ہے اور اس میں حضرت عمرؓ کا یہ قول درج کیا ہے جو انہوں نے شراب سے بدمست ایک آدمی کو فرمایا تھا۔ " ویلك و صبیاننا صیام، فضربه" یعنی تیرا برا ہو ہمارے بچے روزے سے ہیں اور تو شراب پیتا ہے۔ چنانچہ اسے کوڑے لگائے گئے۔

رمضان کے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ (دسویں محرم) کے روزہ کے بارہ میں روایت کرتے ہوئے حضرت ربیعؓ بنت معوذ بیان کرتی ہیں کہ:

"ہم یہ روزہ رکھتے تھے اور بچوں سے بھی رکھواتے تھے اور ان کو بہلانے اور کھیل کود میں مصروف رکھنے کے لئے روئی کا ایک کھلونا (گیند یا کھدو) بنا کر دیتے تھے اور جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو اسے وہ کھلونا دے دیتے تھے۔ اور اس طرح افطار کے وقت تک بہلا رکھتے تھے"۔

(بخاری کتاب الصوم، باب صوم الصبیان)

یہ روایت جس میں سختی سے بچوں سے روزہ رکھوانے کا ذکر ہے رمضان کے فرض ہونے سے پہلے کی ہے۔ علاوہ ازیں شروع میں سارے سال میں صرف ایک دن میں یہ روزہ ہوتا تھا جو نسبتاً بڑی عمر کے بچوں کو رکھوا لیتے تھے۔ گویا بڑی عمر کے بچوں سے ایسا ایک آدھ روزہ رکھوانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا تھا۔

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ روزہ رکھنے کی عمر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزے رکھواتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور بعض احکام ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آجائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں، دوسرے سال اس سے زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزوں کا عادی بنایا جائے"۔

(الفضل ۱۱ر اپریل ۱۹۲۵ء)

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں پر اس معاملہ میں رحم کرتی ہیں، کہتی ہیں ان کی ابھی عمر چھوٹی ہے اسلئے روزہ نہ رکھنے دیا جائے۔ بعض دفعہ بچے زیادہ شوق دکھاتے ہیں لیکن مائیں ان کو زبردستی روکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ بچوں پر روزے فرض نہیں مگر بچپن سے ہی جب سے بچے نمازیں شروع کرتے ہیں اگر ان کو روزہ کے آداب نہ بتائے جائیں، ان کو روزہ کے نمونے نہ دکھائے جائیں یعنی ان کو روزہ رکھنے کی تھوڑی تھوڑی عادت نہ ڈالی جائے تو جب وہ بالغ ہوتے ہیں ان کے اندر روزہ کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ ہمیں تو یاد ہے قادیان کے زمانہ میں جب خدا کے فضل سے روزہ کا معیار بہت بلند تھا اور سوائے مجبوری کے کوئی احمدی روزہ نہیں چھوڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کا اثر تھا اس لئے اس زمانہ میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدی روزہ میں کمزور ہے۔ اس وقت طریق یہی تھا کہ بچپن ہی سے مائیں گھروں میں تربیت دیتی تھیں۔ اور دس سال کی عمر سے بچے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ نیز بلوغت سے مراد انگریز کی مقرر کردہ بلوغت کی عمر نہیں لی جاتی تھی یعنی یہ نہیں ہوتا تھا کہ انگریز نے ۲۱ سال کہہ دیا تو ۲۱ سال میں بالغ ہوگا اور ۲۱ سال سے شریعت فرض ہوگی یا انگریز نے ۱۸ سال مقرر کر دئے تو ۱۸ سال بعد شریعت فرض ہوگی۔ بلکہ انسانی اصطلاح میں اور عرف عام میں جب بھی انسان بالغ ہوتا تھا وہ پورے روزے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ روزہ کے معاملے میں بلوغت سے متعلق فقہاء میں کچھ اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ بچوں کی نشوونما کے پیش نظر بعض فقہاء نسبتاً سہولت دے رہے ہیں۔ اس لئے اس معاملہ میں بھی غیر معمولی سختی نہیں کی جاتی تھی۔ بلکہ حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش کی جاتی تھی کہ جو بچے بالغ ہو چکے ہیں یعنی ۱۳، ۱۴ سال کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں کوشش کی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں۔ ایسے بچے جب پختہ عمر کو پہنچتے تھے یعنی ۱۸، ۱۹ سال کی عمر میں قدم رکھتے تھے تو پھر تو وہ لازماً رمضان کے پورے کے پورے روزے رکھا کرتے تھے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر مئی ۱۹۸۶ء)

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

"فَمن کانَ مِنکُم مریضاً اَو علیٰ سفرٍ فَعدۃٌ مِن ایّام اُخَر. وَ علی الّذِینَ یطیقُونه فِدیة طعام مسکین"۔

(البقرہ: ۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں یہ تعداد پوری کرنی ہوگی۔ اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"نیکی صرف رضا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جسم میں سختی کے ساتھ نہیں۔ اور روزوں میں بھی جسمانی سختی خداتعالیٰ کے پیش نظر ہے ہی نہیں۔ اور بہت سی باتیں ہیں جو پیش نظر ہیں مگر تکلیف دینا خدا کے پیش نظر نہیں ہے۔ پس جب خدا فرماتا ہے کہ چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔ جب خدا کہتا ہے رکھو تو رکھو۔ پس فرمایا "مَن کانَ منکُم مرَیضاً" جو بیمار ہو "اَو علی سفر" یا سفر پر ہو "فَعدۃٌ من ایاّم اُخر" تو پھر رمضان میں روزے نہ رکھنا بعد میں رکھ لینا۔ "یُریدُالله بکُمُ الیُسر ولا یُرِیدُ بکُمُ العُسر" اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ سختی کرو گے تو خدا بہت خوش ہوگا۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے تو اللہ بڑا راضی ہو گیا تم مصیبت میں پڑ گئے۔ اللہ تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا......... پس خدا کی وسیع نظر کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ جو اللہ چاہے، جس حد تک سختی ڈالے، اسی کو قبول کریں۔ اس سے آگے بڑھ کر زبردستی آپ خدا کو راضی نہیں کر سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر جنوری ۱۹۹۶ء)

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

☆...... حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کا ہجوم دیکھا جس میں ایک شخص پر سایہ کیا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے سبب پوچھا تو عرض کی گئی کہ روزہ دار کو سایہ کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہؐ نے بڑے جلال سے فرمایا "لیس من البر الصوم فی السفر" کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ لمن ظلل علیه واشتدالحر لیس من البر الصوم فی السفر)

☆...... اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس پر پانی پھینکا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے ازراہ شفقت پوچھا تمہارے ساتھی کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ روزہ دار ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا یہ نیکی کی بات تو نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے جو اس نے تم کو عطا کی ہے۔ پس اس رخصت کو قبول کرو"۔ (سنن نسائی کتاب الصوم)

☆...... آنحضرت ﷺ خود مسافر کا روزہ کھلوا دیا کرتے تھے۔ عمروؓ بن امیہ ضمری بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک سفر سے حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا "ابوامیہؓ کھانے کا انتظار کرو"۔ میں نے کہا حضورؐ میں تو روزے سے ہوں۔ آپؐ نے ازراہ محبت فرمایا "ادھر میرے قریب آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ مسافر کو اللہ تعالیٰ نے روزہ سے رخصت دی ہے اور آدھی نماز بھی اسے معاف کی ہے"۔

(سنن نسائی کتاب الصوم)

☆...... چنانچہ صحابہ کرام سفر میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ روزہ رکھنا معیوب خیال کرتے تھے۔

☆...... حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھنے والا (خدا کے حکم کی نافرمانی کے لحاظ سے) اس شخص کی طرح ہے جو گھر میں رہ کر (بلاعذر) روزہ نہیں رکھتا۔ (سنن ابن ماجه)

☆...... محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت انسؓ بن مالک خادم رسولؐ کے پاس رمضان کے مہینہ میں آیا۔ آپ سفر پر جانے والے تھے۔ سواری تیار کی گئی۔ آپ نے کھانا منگوا کر تناول فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا یہ سنت رسولؐ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سنت ہے اور پھر آپ سفر پر تشریف لے گئے۔ (سنن ترمذی)

☆...... صحابہ کرام کے بعد تابعین کرام کا بھی یہی طریق تھا کہ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور مسافر کا روزہ کھلوا دیا کرتے تھے۔

☆...... مشہور تابعی ابوقلابہ بزرگ عالم تھے۔ ایک سفر میں آپ کے ساتھ کوئی شخص تھا جب کھانے کا وقت آیا تو اس نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابوقلابہ نے کہا "اللہ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کی اور سفر کے روزہ سے رخصت دی ہے اس لئے تم میرے ساتھ کھانا کھالو اور روزہ کھول دو۔ چنانچہ وہ شخص آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا"۔ (سنن نسائی کتاب الصوم)

☆...... حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوریؓ نے اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا۔ اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا، "آپ روزہ کھول دیں"۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا۔ حضور نے فرمایا **آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں؟۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔** جب اس نے فرمایا کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا"۔

(سیرت المہدیٰ حصہ اول روایت ۱۷۷)

☆...... اسی طرح آپ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا "سفر میں تو روزہ ٹھیک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دئے"۔ (سیرت المہدیٰ حصہ دوم، روایت ۲۷۸)

☆...... حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"ماہ رمضان میں ایک دوست قادیان تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اندر سے شربت منگوایا تو اس دوست نے عرض کیا کہ روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضور نے روزہ کھلوا دیا اور دو خادموں کو حکم دیا کہ مسجد اقصیٰ کے کنویں پر لے جا کر انہیں نہلائیں اور سر پر پانی کے کم از کم ایک سو بوکے ڈالیں۔ چنانچہ حضورؑ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ وہ دوست بتاتے تھے کہ جب ان کے سر پر پانی گرایا جا رہا تھا تو

انہیں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کے جسم سے آگ نکل رہی ہے۔ اگلے روز خبر آئی کہ دو مسافر شدید گرمی اور پیاس کے باعث روزہ کی حالت میں جاں بحق ہو گئے لیکن انہوں نے روزہ کھولنا گوارا نہ کیا"۔

☆...... حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ تو اس پر آپؑ نے فرمایا کہ:

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ "فَمن کانَ منکم مریضا اَو علیٰ سفرٍ فَعدةٌ مِن ایّام اُخَر. یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کو اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر "فَعدةٌ مِن ایّام اُخَر" کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے"۔

(الحکم ۲۶/ جنوری ۱۸۹۹ء)

☆...... ایک اور موقع پر آپؑ نے فرمایا:

"اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔

(الحکم ۲۴/ دسمبر ۱۹۰۰ء)

☆...... پھر ایک اور موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

(البدر ۱۷/ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان اپنے سارے کام کرتا پھرتا ہے۔ ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح اس شخص کا سفر بھی جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے، سفر نہیں گنا جا سکتا۔ اس کا سفر تو ملازمت کا حصہ ہے۔ اسی طرح بعض بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔ فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے"۔

(الفضل ۱۶/ اگست ۱۹۴۸ء)

پس وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائلٹ، سفری ایجنٹ اور روزمرہ اپنے کاموں کے سلسلہ میں سفر کرنے والے یہ سب مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔

دائمی مریض اور مسافر

دائمی مریض اور مسافر کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ مثلاً ایک بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے، باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جائے گی"۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۲)

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزوں میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں، روزہ میں سفر ہے، سفر میں روزہ نہیں"۔ (الفضل ۲۵/ ستمبر ۱۹۳۲ء)

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱)...... اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

(۲)...... اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

(۳)...... سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔

(۴)...... اگر دوران سفر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

سفر کی حد کیا ہے؟

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ "اِنّماالاَعمالُ بالنّیات" بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔

(الحکم جلد ۵، ۱۷/ فروری ۱۹۰۱ء ص ۱۲)

☆...... حضور علیہ السلام نے حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کے نام ایک خط میں فرمایا:

"من کان منکم مریضاً اَو علیٰ سفرٍ فَعدةٌ مِن ایّام اُخَر. اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے۔ ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا"۔

(مکتوبات جلد پنجم نمبر ۵ صفحہ ۸۱)

مزدور اور روزہ

بعض مزدور روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہیں کیا وہ اس عذر کی بناء پر روزہ ترک کر سکتے ہیں؟۔

روزہ رکھنے سے کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ قرآن مجید نے اس عذر کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے حالانکہ مزدور اس وقت بھی تھے۔ ہاں اگر کمزوری ہے اور روزہ ناقابل برداشت ہے تو یہ بیماری کے حکم میں ہے اور بیمار پر روزہ فرض نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب یہ سوال پیش کیا گیا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت ہوتی ہے مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے۔ اسی طرح مزدور جن کا گزراہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟۔

اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: "اِنّماالاَعمالُ بالنّیات یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یسر ہو رکھ لے"۔

(البدر ۲۶/ ستمبر ۱۹۰۷ء)

حائضہ، مرضعہ اور حاملہ

حائضہ عورت روزہ نہیں رکھ سکتی۔ حائضہ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم حیض کے باعث روزے چھوڑتی تھیں تو ہمیں بعد میں وہ روزے پورے کرنے کا ارشاد ہوتا تھا۔ (سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب ماجاء فی قضاء رمضان)

☆...... نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔ لیکن جب بعد میں یہ عذر دور ہو جائیں یعنی حائضہ حیض سے پاک ہو جائے اور نفاس کے دن ختم ہو جائیں تو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء واجب ہو گی۔ اور یہ روزے انہیں رکھنے ہونگے۔

☆...... مرضعہ اور حاملہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے: "قال رسول الله ﷺ ان الله وضع عن المسافر شطر الصلوٰة و عن الحامل والمرضع الصوم"۔ (ترمذی ابواب الصوم، باب ما جاء فی الرخصة فی الافطار للحبلی والمرضع)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے رخصت دی ہے"۔

☆...... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حاملہ عورت کو اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے رخصت دی ہے۔ (سنن ابن ماجه کتاب الصیام، باب ما جاء فی الافطار للحامل والمرضع)

یعنی یہ دونوں اپنے عذر کے ختم ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے پورے کر لیں۔ اگر طاقت ہو تو فدیہ بھی دینا چاہئے جو اس بات کا کفارہ ہو گا کہ رمضان کی برکتوں والے مہینے میں وہ روزہ کی عبادت بجا لانے سے محروم رہی ہیں۔ اگر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں تو روزے کافی ہیں۔

اگر کسی عورت کو ایسی حالت پیش آتی رہتی ہے کہ ایک وقت میں مرضعہ ہے اور دوسرے وقت میں حاملہ تو اس سے روزہ معاف ہے اور صرف فدیہ کافی ہے۔ اسی طرح شیخ فانی اور دائم المریض کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جس کے لئے آئندہ روزہ رکھنے کا امکان صحت کے لحاظ سے کوئی نہیں تو صرف فدیہ ہی ادا کر دے۔

طالب علم اور روزہ

طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہے اس کے لئے روزہ رکھنے کے بارہ میں یہ ہدایت ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم

احمد سروس سنٹر

Ahmad Service Centre
Inh: Qamar Ahmad Ata

فرانکفورٹ میں شاپنگ سنٹر (Zeil) پر ٹریول ایجنسی اور دفتر ترجمانی
بین الاقوامی ہوائی سفر کے لئے بارعایت ٹکٹیں۔ تمام زبانوں کے لئے ترجمہ کی سہولت
سماجی، رفاہی معاملات اور اسائلم کیسز میں باقاعدہ رہنمائی اور مشورہ

Reisedienst, Ubersetzungsburo, Soziale Beratung
Stiftstr. 2, 60313 Frankfurt/Ma
Tel: 069-91395407/8, Fax: 069-91395409

نہیں دیا گیا۔ اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے اس کی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اسکے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو۔ (الفضل ۲۲ر مئی ۱۹۲۲ء)

بعض لوگ افراط یا تفریط کا شکار ہوتے ہیں۔ کئی تو بغیر کسی بیماری یا عذر شرعی کے روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور کئی لوگ ہر بیمار، بوڑھے، بچے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ روزہ رکھے۔ یہ دونوں طریق درست نہیں کیونکہ ایک تو احکام شریعت میں جبر نہیں۔ دوسرے اس کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بعض احکام میں بعض شرائط مقرر کر دی ہیں۔ روزہ کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اگر انسان مریض ہو خواہ اسے مرض لاحق ہو چکا ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا اسے یقینی طور پر بیمار کر دے یا بیماری میں اضافہ کا موجب ہو جیسے حاملہ ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے، اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ افراط و تفریط سے بچنا چاہئے۔ نہ تو معمولی عذر اور کمزوری اور ضعف ہو جانے کے بہانہ سے روزہ چھوڑنا چاہئے اور نہ ہی اور حقیقی عذر میں روزہ رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

فدیہ

عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت اور اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے۔

رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کیلئے ضروری نہیں جو وقتی بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اس نیت سے فدیہ دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بوجہ بیماری یا سفر چھوٹنے والے ان روزوں کی قضاء کی توفیق بخشے اور رمضان کے ان روزوں کے اجر سے محروم نہ فرمائے جو بوجہ مجبوری اسے چھوڑنے پڑے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہیں کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا کوئی دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت) ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک آدمی کا دو وقت کا کھانا یا اس کے برابر رقم کسی کو دے دینی چاہئے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ وہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا، اس کا کیا فدیہ دوں؟۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"خدا نے کسی شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو۔ آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔ (البدر جلد ۱، نمبر ۱۲ ۱۶ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۱)

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار کے متعلق اصولی ہدایت یہ ہے کہ "من اوسط ما تطعمون اهليكم" (المائدہ :۹۰) جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی اپنے اوسط معیار کے موافق کھانا کھلانا چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی قریباً پونے دو سیر بیان کیا ہے۔ یہ ایک فوت شدہ روزے کا فدیہ ہوگا۔ جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

فدیہ کس کو ادا کیا جائے؟

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہے۔ اصل مقصد مستحق و نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ روزے رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت، توبہ، استغفار، دعا اور ذکر الٰہی کا ورد کفایت کرے گا۔ فدیہ کی رقم جماعتی انتظام کے تحت جمع کرانی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزے رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۲)

فدیہ توفیقِ روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا۔

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

بقیہ: بزرگ ہستیاں از صفحہ ۱۰

عاجز نے "علامات ظہور امام مہدی" کا موضوع تجویز کرتے ہوئے عرض کی کہ اس موضوع پر بالعموم اب تک جلسوں میں زیادہ تقاریر نہیں ہوئیں۔ یہ موضوع مناسب رہے گا۔ آپ نے فوراً منظور فرمایا۔ ایک دوست حضرت مولانا کے ارشاد پر پروگرام لکھ رہے تھے۔ جب وہ موضوع لکھا گیا جو خاکسار نے تجویز کیا تھا تو حضرت مولانا نے مقرر کے طور پر خاکسار کا نام درج کرنے کی ہدایت فرمائی۔ عاجز کو اتنے بڑے جلسے میں، ربوہ کے علم دوست احباب اور علماء سلسلہ کی موجودگی میں تقریر کرنے کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ عاجز نے عرض کی کہ بہتر ہوگا کسی صاحب علم دوست کا نام بطور مقرر تجویز ہو۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا ہم آپ ہی کو صاحب علم مان لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا کے ارشاد پر عاجز کو مسجد مبارک میں تقریر کرنے کا موقع ملا۔ موجودہ حضور نے اس وقت اس جلسہ کی صدارت فرمائی۔ جلسہ کے بعد بہت سے احباب نے عاجز کو مبارکباد دی اور میری تقریر پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

حضرت مولانا صاحب علم اور اہل زبان تھے۔ انداز گفتگو مسحور کن تھا۔ بعض اوقات غیر از جماعت احباب اور علماء آپ سے گفتگو کے لئے ربوہ آتے اور آپ کے مسکت جوابات سن کر لاجواب و مبہوت ہو کر رہ جاتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لائل پور (فیصل آباد) سے بہت سے طلباء ربوہ آئے۔ ایک سینئر مربی صاحب اور خاکسار نے ان کو ربوہ کی سیر کرائی۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر تحریک جدید، خلافت لائبریری، مسجد اقصیٰ، جامعہ احمدیہ وغیرہ طلباء کو دکھائے اور علماء سے گفتگو کروائی گئی۔ لیکن ہمارا اندازہ یہ تھا کہ یہ طلباء ربوہ کے ماحول سے ہرچند کہ متاثر ہوئے ہیں تاہم جتنی ہمیں امید تھی اس حد تک نہیں۔ ہم نے طلباء کو مسجد مبارک کے سامنے دو سڑکوں کے درمیان گراسی پلاٹ میں بٹھایا۔ میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال عرض کی۔ آپ فوراً تیار ہو کر باہر تشریف لائے۔ لمبے قد پر ترکی ٹوپی آپ کی شخصیت کو اور بھی بارعب بنا رہی تھی۔ طلباء نے سوالات شروع کئے۔ حضرت مولانا کی دلنشین انداز گفتگو، فصاحت، طرز تخاطب اور تبحر علمی نے طلباء پر اس قدر اثر کیا کہ چند سوالات کے بعد طلباء بالکل خاموش ہو گئے اور مطمئن ہو کر واپس لوٹے۔

عاجز دست بدعا ہے کہ مولا کریم ان بزرگ ہستیوں کی برکات کو دوام بخشے اور ایسے عظیم لوگ جماعت میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں۔ رضی الله عنهم اجمعين۔ خدا کرے کہ ہم بھی ان بزرگوں کی صفات حمیدہ کو اپنانے والے ہوں۔ آمین اللهم آمین۔

واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

انگریزی ترجمہ قرآن مجید

انگریزی ترجمہ قرآن مجید از حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ سے نایاب تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ اس ایڈیشن میں ایک مفید ضمیمہ بھی منسلک ہے جس میں بعض اہم آیات کا متبادل ترجمہ اور ضروری نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے اپنے ملک کے مرکزی مشن سے رابطہ کریں۔

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت مسیح موعودؑ کا حسن معاشرت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کیلئے دعا کرتے رہو...... جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح مت توڑو"۔ چنانچہ ایک شخص جو عجلت میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا اسکے بارے میں آپؑ نے فرمایا "جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا پکا تعلق ہے۔"

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی زوجہ اول کی وفات کے موقع پر حضور علیہ السلام نے انہیں جو تعزیتی خط لکھا اس میں تحریر فرمایا "در حقیقت اگرچہ بیٹے بھی پیارے ہوتے ہیں بھائی اور بہنیں بھی عزیز ہوتی ہیں لیکن میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ میاں بیوی ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے...... بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔ جب سرور کائنات ﷺ بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں"۔

حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں کہ جب میں پہلے پہل دلی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا، تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا، سو وہ بالکل راب سی بن گئی...... ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحب آگئے، میرے چہرے کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے۔ پھر فرمایا نہیں یہ تو بہت اچھے ہیں۔ میرے مذاق کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے...... حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے "فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں"۔

ایک دوست کی اپنے گھر میں درشت مزاجی کا ذکر ہوا تو حضورؑ نے فرمایا "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے...... میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ مونہہ سے نہیں نکلا تھا۔ اسکے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے"۔

ایک مرتبہ ایک سیڑھی کی جگہ تبدیل کرنے کی ضرورت پڑی۔ نئی جگہ پر رکھنے کے مولوی محمد احسن صاحب مخالف تھے کہ میرے حجرہ کو اندھیرا ہو جائے گا اور حضرت اماں جانؓ کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ یہ انتظام کر رہے تھے اس لئے ان کو بڑی جدوجہد کرنی پڑی اور ان کی مولوی صاحبؓ سے تکرار ہو رہی تھی کہ حضورؑ تشریف لائے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا کہ مجھ کو اندر سیدانی (یعنی حضرت اماں جان) آرام نہیں لینے دیتی اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے، نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں، میں کیا کروں۔ حضورؑ نے مسکرا کر فرمایا مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجئے، روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا، آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔...... غرض کبھی اور کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ آپؑ نے حضرت اماں جانؓ کی دلشکنی کی ہو۔

حضرت اماں جانؓ اور حضرت اماں جیؓ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) اپنے بچوں کے ہمراہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے ساتھ ۴/جولائی ۱۹۰۷ء کو تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے لاہور تشریف لے گئیں۔ ۱۴/جولائی کو یہ قافلہ واپس بٹالہ پہنچا تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے حرم کے استقبال کے لئے چند خدام سمیت عازم بٹالہ ہوئے۔...... آپؑ کے سٹیشن پر پہنچنے سے پہلے گاڑی آچکی تھی اور حضرت اماں جانؓ آپ کو تلاش کر رہی تھیں۔ چونکہ ہجوم بہت زیادہ تھا اس لئے تھوڑی دیر تک آپؑ انہیں نظر نہیں آسکے۔ پھر جب آپؑ پر نظر پڑی تو "محمود کے ابا" کہہ کر آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس پر حضرت اقدسؑ آگے بڑھے اور اپنی زوجہ محترمہ سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حضور واپس اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے اور دوپہر کا وقت گزار کر پچھلے پہر عازم قادیان ہوئے۔"

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کی سادگی اور بے تکلف زندگی کا مظہر یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؑ دہلی سے واپسی پر امرتسر اترے۔ حضرت اماں جانؓ بھی ہمراہ تھیں۔ حضورؑ نے ایک صاحبزادے کو جو غالباً میاں بشیر احمد صاحبؓ تھے گود میں لیا اور ایک وزنی بیگ دوسری بغل میں لیا۔ مجھے فرمایا کہ آپ پاندان لے لیں۔ میں نے کہا حضور مجھے یہ بیگ دے دیں۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ ایک دو دفعہ میرے کہنے پر حضورؑ نے یہی فرمایا تو میں نے پاندان اٹھا لیا اور ہم چل پڑے۔ اتنے میں دو تین جوان عمر انگریز جو سٹیشن پر تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور سے کہوں کہ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے عرض کی۔ حضورؑ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اسی حالت میں حضورؑ کا فوٹو لے لیا۔

دراصل حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپؑ کی زوجہ محترمہ میں محبت کی بنیاد محبت الٰہی تھی چنانچہ جب حضورؑ کا وصال ہوا تو حضرت اماں جانؓ جسد مبارک کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا "تو نبیوں کا چاند تھا تیرے ذریعہ میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے اور خدا کلام کرتا تھا"۔ اس فقرے سے نمایاں ہے کہ حضورؑ اپنے اہل خانہ سے کسقدر حسن معاشرت کرتے تھے اور آپؑ کے دعاوی کی صداقت کس طرح حضرت اماں جانؓ کے دل میں جاگزیں تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں "چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے"۔ سیرت طیبہ کے سلسلے میں یہ مضمون ماہنامہ "انصاراللہ" جولائی ۹۷ء میں (مرتبہ مکرم سمیع اللہ زاہد صاحب) شامل اشاعت ہے۔

۔......☆......☆......☆......۔

ذیابیطس

ذیابیطس ہو جانے کی ایک بہت بڑی وجہ موٹاپا ہے اور اس کی وجہ سے دل کے حملے کا خطرہ بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ پیدل چلنے کی عادت ڈال کر ذیابیطس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر اگر لمبی سیر کرنے کی بجائے زیادہ بار تھوڑے وقت کے لئے پیدل چلا جائے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے یعنی روزانہ ایک گھنٹہ چلنے کی بجائے اگر (ترجیحاً کھانا کھانے کے بعد) ۲۰ سے ۳۰ منٹ تک تین بار سیر کی جائے تو زیادہ مفید ہوتی ہے۔ سیر کا پروگرام بنانے سے پہلے جو امور پیش نظر رکھنے چاہئیں ان میں اپنے معالج سے مشورہ کرنے کے علاوہ مناسب اشیاء کا استعمال نہایت اہم ہے۔ مثلاً جوتے ایسے ہوں جن میں پاؤں کو تنگی نہ ہو اور پنجوں کی حرکت کیلئے مناسب جگہ موجود ہو۔ جرابیں کاٹن کی بجائے Wool کی ہوں تو زیادہ بہتر ہیں۔ کاٹن کی جراب کے استعمال سے Blister بن سکتے ہیں۔ اگر پاؤں پر چھالے یا Blisters بن جائیں تو ویزلین کا استعمال مفید ہوتا ہے تاہم ڈاکٹر سے بھی مشورہ کیا جانا چاہئے۔ چونکہ جسم میں پانی کی کمی سے خون میں شکر کی زیادتی کے مسائل بڑھ سکتے ہیں اسلئے بہتر ہے کہ سیر سے کچھ دیر پہلے مائع اشیاء استعمال کی جائیں خصوصاً گرمیوں کے موسم میں۔ دودھ یا پھلوں کے قدرتی جوس کا استعمال زیادہ بہتر ہے۔...... یہ بھی اہم بات ہے کہ سیر کرنے کے فوائد کچھ عرصہ باقاعدہ سیر کے پروگرام پر عمل کرنے کے بعد ظاہر ہوں گے۔ اس بارے میں ایک مختصر معلوماتی مضمون لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے سہ ماہی "النساء" جولائی تا ستمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے۔

۔......☆......☆......☆......۔

حضرت خانصاحب منشی برکت علی صاحبؓ شملوی

حضرت خانصاحب منشی برکت علی صاحبؓ شملوی نے صدر انجمن کے انتہائی ذمہ دار عہدوں پر کام کرنے کے باوجود کسی رنگ میں تنخواہ یا الاؤنس لینا پسند نہیں فرمایا بلکہ کوئی بھی مالی تحریک ایسی نہیں جس میں آپؓ نے حصہ نہ لیا ہو۔ آپؓ کے بارے میں مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کا ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۵/اکتوبر ۹۷ء میں ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

حضرت خانصاحبؓ ۱۸۷۲ء میں بستی شیخ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ آٹھ سال کی عمر میں ایک دیہاتی سکول میں داخل ہوئے، ذہین اتنے تھے کہ پانچویں میں ضلع بھر میں اول آئے۔ انٹرنس کر کے ۱۸۹۳ء میں دفتر ڈائریکٹر انڈین میڈیکل سروس میں کام شروع کیا اور ۱۹۳۲ء میں یہیں سے پنشن پائی۔ جنگ عظیم اول کے دوران آپؓ کی خدمات کے پیش نظر آپؓ کو "خان صاحب" کا خطاب عطا ہوا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپؓ قادیان منتقل ہو گئے۔

۱۹۰۰ء میں حضرت خانصاحبؓ کو شملہ میں چند احمدیوں کے پڑوس میں رہنے کا اتفاق ہوا جن سے خوب بحث کیا کرتے۔ غیر احمدی دوست خوش ہوتے تھے کہ یہ احمدیوں کا مقابلہ خوب کرتا ہے لیکن آپؓ کا بیان ہے کہ میں تعصب اور ضد کی بجائے دیانتداری سے تحقیق کر رہا تھا۔ ایک روز آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ "کسی نے خبر دی ہے کہ مرزا صاحب احمدیوں کے کمرے میں تشریف لائے ہوئے ہیں ان سے آکر مل لو۔ چنانچہ میں گیا تو حضرت صاحب ایک چارپائی پر تہہ بند باندھے بیٹھے تھے اور سر اور جسم پر کپڑا نہیں تھا۔ میں نے سلام عرض کیا، آپؑ نے جواب دیا اور کہا کہ برکت علی تم ہماری طرف کب آؤ گے۔ میں نے عرض کی اب آہی جاؤں گا"۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی تو صبح کا وقت تھا...... یہ خواب دیکھ کر آپؓ نے پہلے تحریری بیعت کی اور پھر خدمت اقدسؑ میں دستی بیعت بھی کر لی۔ پھر آپؓ کی دعوت الی اللہ سے خاندان کے دوسرے افراد بھی آغوش احمدیت میں آنے لگے۔ ایک موقعہ پر آپؓ نے حضور علیہ السلام کو صرف تہہ بند میں دیکھا تو دل نے گواہی دی کہ یہ تو وہی شکل ہے جو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ (صرف تہہ بند بندھے ہونے کی تعبیر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہ بیان فرمائی کہ حضرت اقدسؑ دنیا کی زیب و زینت سے بالا اور آزاد ہیں اور درویشانہ زندگی رکھتے ہیں)۔

۱۹۱۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی تو حضرت خانصاحبؓ شملہ میں تھے۔ آپؓ نے دوستوں کو سمجھایا کہ ہمیں اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ جدھر کثرت رائے ہو ہم ادھر ہو جائیں۔ چنانچہ نئے انتخاب کی اطلاع ملتے ہی آپؓ نے دوستوں کے مکانوں پر جا کر بیعت کے دستخط کروائے۔

جب حضرت خانصاحبؓ قادیان آئے تو ابتداء میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو نائب ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا اور بعد ازاں نائب اور پھر جائنٹ ناظر مال مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد آپؓ کو لاہور میں بطور ناظر مال چارج لینے کا ارشاد ہوا جہاں سے آپؓ نے ۴۸ء میں رخصت لی اور پھر بعض مجبوریوں کے باعث مزید خدمت کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔

۲۸ء میں گو ابھی آپ مزید ملازمت کر سکتے تھے لیکن آپؓ نے ریٹائر ہونے کا ارادہ کر لیا اور اسی ارادہ سے قادیان آگئے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو ملازمت جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپؓ واپس شملہ آگئے اور پھر ۳۲ء میں ریٹائر ہوئے تو دہلی کی جماعتوں نے آپؓ کے اعزاز میں ایک چائے کی پارٹی دی جس میں حضرت مصلح موعودؓ بھی شریک ہوئے جو اتفاقاً ان دنوں وہاں مقیم تھے۔

حضرت خانصاحبؓ کے دفتر میں ایک لاٹری کیلئے ہر ماہ رقم اکٹھی کی جاتی تھی۔ ۱۹۰۳ء میں یہ لاٹری نکل آئی اور ہر ایک کو ساڑھے سات ہزار روپے ملے۔ آپؓ چونکہ احمدی ہو چکے تھے اسلئے اسی وقت حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فتویٰ دریافت کیا۔ یہ معلوم ہونے پر کہ یہ جوا ہے اور حرام ہے آپ نے ساری رقم چند ہی دن میں اشاعت دین اور غرباء کی امداد میں صرف کر دی۔...... آپؓ موصی تھے اور تحریک جدید کے پانچ ہزاری فوج کے ممبر بھی۔ آپ نے اپنا ایک مکان واقع ربوہ اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن کے پاس ہبہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے ایک ٹرسٹ چھ ہزار روپے کا اپنی اہلیہ کی طرف سے بحق صدر انجمن قائم کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قلمی اور علمی لحاظ سے بھی حضرت خانصاحبؓ کو خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائی اور آپؓ نے بعض مبسوط مضامین شائع کروا کے مفت تقسیم فرمائے۔

۷/اگست ۱۹۵۸ء کو راولپنڈی میں آپؓ کی وفات ہوئی، سیلاب کی وجہ سے جنازہ ربوہ نہ پہنچایا جا سکا اور آپؓ کی امانتاً تدفین خوشاب میں عمل میں آئی۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

26/12/97 - 2/1/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

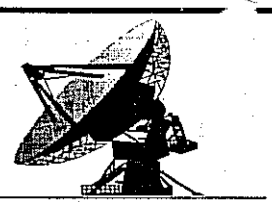

Friday 26th December 1997
24 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat - Part 26
03.00 Urdu Class
04.00 Learning Dutch
05.00 Homoeopathy Class
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira: "Shaan-e-Quran" organised by Nizarat-e-Taleem-ul-Quran, Rabwah(R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone-P. 39
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00 Bengali Programme
14.30 Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
15.30 Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1) MTA Special 'Ramadhan' 2) Willkommen in Deutschland 'Fahrradtour nach Rudesheim'
20.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones- Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends.

Saturday 27th December 1997
25 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production:1) Interview with new Ahmadi 2) Masjid Bait ur Rehman
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 39
05.00 Rencontre Avec Les Francophones, Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
08.45 Liqaa Ma'al Arab
09.45 Urdu Class
11.00 MTA Variety: Quiz - Mutala'a Kutub Hadhrat Masih Maud(as)
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour: 1) Tilawat 2) Sirat-un-Nabi (saw) 3) What's Ahmadiyyat
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Arabic Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1) Sport 'Volleyball' 2) Der Diskussionskreis 'Tabligh'
20.30 Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.15 Children's Mulaqat with Huzoor
23.25 Learning Chinese

Sunday 28th December 1997
26 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner:
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Canadian Horizon
03.00 Urdu Class
04.00 Learning Chinese
04.30 Hikayat-e-Shereen
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner
07.00 Friday Sermon By Huzoor - Rec. 26.12.97
08.00 Question & Answer Session with Huzur
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
11.30 MTA Variety : Ahmadiyyat in Desert
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon 8.9.95
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Albanian Programme
18.05 Tilawat ,Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1)Physik 'Geschwindigkeit und Beschleunigung' 2) Kindersendubg mit Ameer Sahib
20.30 Children's Corner - Kudak No 11
21.00 Swedish Desk: Jalsa Yaum-e-Valedain
21.30 Quiz by Lajna -
22.00 Dars-ul-Quran (No. 2) (1997) By Huzoor-
23.25 Learning Chinese

Monday 29th December 1997
27 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Kudak No 12
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Aap Ka khat Mila with Naseer Shah Sahib
02.30 MTA Variety - Ahmadiyyat in Desert
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat With Huzoor with English Speaking friends(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner: Kudak No 12
07.00 Dars-ul-Quran (No. 2) (1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Quiz by Lajna
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1)Begegnung mit Hazoor III 2) Mach Mit "Kartoffeltaschen", "Fisch" 3) Gute Nacht Geschicten
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00 MTA Switzerland -
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.25 Learning Norwegian

Tuesday 30th December 1997
28 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Sports
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon 7.1.94
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1) Mathematik 2) Allgemeiner Sozialer Dienst 3) Der Weg zum islam
20.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
21.00 MTA Belgium
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 Learning French.

Wednesday 31st December 1997
1 Ramadhan

00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
00.30 Children's Corner :Tarteel ul Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
04.30 Hikayat-e-Shereen
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran
07.00 Swahili Programme
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 ~~Roshni Da Safar~~
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour: 1) Sirat-un-Nabi (saw) 2) Sinar Islam
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1)Der weg zum Islam IV 2) Zeit zum Diskutieren 'Ramadhan'
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00 Al Maidah : Biryani
21.45 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Learning Turkish
23.25 Arabic Programme.

Thursday 1st January 1998
2 Ramadhan

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Desk - Tech Talk N0 16
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Turkish (R)
04.30 Arabic Programme
05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00 Sindhi Programme. - Translation of Friday Sermon - 26.4.96
08.00 Al Maidah: Biryani
08.55 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat - Part 27
11.30 A Page from the History of Islam by B.A. Rafiq
12.00 Tilawat, News
13.00 Indonesian Hour: 1) Tilawat 2) Dialogue 3) Malfoozat
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1) Kinderparadies 2) Der Diskussionskreis 3) Nazm
20.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran
21.00 Bazm-e-Moshaira: Obaid Ullah Aleem kay saath aik shaam - Oslo - Norway 18.5.96
22.00 Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 — Friday, December 26, 1997 — No. 52

حاصل مطالعہ

پاکستان میں صدر فاروق لغاری، وزیر اعظم نواز شریف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے اقدامات کے نتیجہ میں جو آئینی بحران پیدا ہوا اس کے حوالہ سے اخبارات میں شائع ہونے والے متعدد بیانات میں سے بعض بیانات ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں۔ اس سے ملک کی ناگفتہ بہ حالت اور وہاں پلنے والی سازشوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے :۔

☆......نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا :

"ملک کی حالت اس کشتی سی ہے جس کا لنگر ٹوٹ چکا اور ناخدا سو رہا ہے۔ ریاست کے تمام ادارے ایک ایک کر کے مکمل تباہی کا شکار ہو رہے ہیں"۔

(روزنامہ خبریں ۱۵؍ ستمبر ۱۹۹۷ء)

☆......وسیم سجاد چیئرمین سینٹ نے کہا :

"بد قسمتی سے آج سر عام ملک کی جڑیں کھوکھلی کی جارہی ہیں لیکن ہم یہ سب کچھ برداشت کئے چلے جا رہے ہیں جس سے قومی دفاع کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے"۔

(روز نامہ پاکستان ۲۹؍ ستمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی نے کہا :

"پارلیمنٹ گندگی کا ڈھیر بن گئی، ارکان کو ہتھکڑی لگا کر عدالتوں میں لایا جائے گا اور مجرموں کی طرح عدالتوں کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا"۔

"عدلیہ خود کو تنہا نہ سمجھے پوری قوم ساتھ ہے۔ ہم عدلیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلامی نظام کا نفاذ یقینی بنانے کے لئے کردار ادا کرے۔ اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لئے جماعت اسلامی کے ۵۰ لاکھ ارکان میدان میں نکل آئیں گے"۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

"انقلاب پاکستان کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ جمعیت کے کارکن قیادت کے لئے تیار ہو جائیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ نواز شریف کی حکومت کو جائز تسلیم نہیں کرتے۔ میں ایک بابرکت اسلامی انقلاب کو پاکستان کی دہلیز پر دیکھ رہا ہوں۔ (نوائے وقت لاہور، ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆......ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا :

"نواز شریف ناکام ہو گئے ہیں۔ اب کوئی مذہبی لیڈر اقتدار پر قبضہ کریگا۔

نواز شریف اس خوفناک صورت حال پر قابو پانے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں کوئی طالع آزما کوئی مذہبی لیڈر فائدہ اٹھا کر اقتدار پر قبضہ کرے گا"۔

(روزنامہ خبریں ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆......اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اس بحران کا حل یہ پیش کیا :

"جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے جماعت اسلامی کی زیر قیادت ایک "عبوری حکومت" کو بحران کا اصل پائیدار حل قرار دیا ہے۔ منصورہ میں ایک ملاقات میں انہوں نے کہا کہ اس حکومت کی مدت اور اس میں صدر فاروق لغاری کی پوزیشن جیسے معاملات باہم مل بیٹھ کر طے کئے جا سکتے ہیں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ انہوں نے تمام فیصلہ کن اداروں اور کرتا دھرتا لوگوں سے کہا ہے کہ ان کی اس تجویز سے اتفاق کریں ورنہ کشتی ڈوب جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نواز شریف کو بھی چاہئے کہ اس تجویز کو قبول کر لیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴؍ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆......ایس ایم مسعود، سابق وزیر قانون نے کہا :

"۱۹۷۳ء کا آئین تمام ملکی ضروریات پوری کرتا ہے اس میں ترامیم کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے"۔

(روزنامہ خبریں لاہور، ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☆...... آئین متنازعہ ہو چکا ہے۔ (رفیق باجوہ)

☆......ترامیم ختم کر دی جائیں تو ۱۹۷۳ء کا آئین بہترین ہے۔

☆...... "کیا ۷۳ء کا آئین ناکام ہو گیا ہے" کے موضوع پر تین ماہرین کا لیکچر :

☆...... کوئی آئین موجود نہیں۔ اگر تصور کر لیا جائے کہ ۷۳ء کا آئین موجود ہے تو یہ بھی موجودہ حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ نئے آئین کی ضرورت ہے"۔

(ڈاکٹر باسط)

☆...... موجودہ آئین تضادات کا شکار ہے۔ جس میں فکر اور عقیدہ کا فقدان ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ آئین تھا مگر بعد میں حکمرانوں نے اقتدار کو طول دینے اور ذاتی مقاصد کے لئے اس میں ترامیم کیں جن سے آئین متنازعہ ہو گیا۔ (رفیق باجوہ)

☆...... عوامی بغاوت کے ذریعہ موجودہ نظام کا تیاپانچہ کرنا ہو گا۔ (فضل الرحمان)

"مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت قوم کے اندر ابھرنے والے اس بغاوت کو منظم کر کے اس نظام کے خلاف تحریک چلا کر اس کا تیاپانچا کر کے ملک کو بچایا جائے"

(روزنامہ خبریں ۱۱؍ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆......غنویٰ بھٹو صاحبہ نے کہا :

"نظام تبدیل کئے بغیر ملک بحرانوں سے نہیں نکل سکتا۔ آئینی بحران ۱۹۵۸ء سے چل رہا ہے اور اب یہ بات ضروری ہو گئی ہے کہ موجودہ نظام میں تبدیلی لائی جائے۔ (روزنامہ دن ۲۴؍ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆......اعظم سلطان سہروردی ایڈووکیٹ نے کہا :

"کیا پاکستان کا آئین ابھی تک برقرار ہے ؟۔ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے بارے میں کوئٹہ بنچ کے فیصلہ کے بعد یہ کہنا کہ آئین ابھی باقی ہے منافقت کے سوا کچھ نہیں"۔ (روزنامہ خبریں ۲۹؍ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆......روزنامہ خبریں اپنے اداریہ بعنوان "کیا آئین ٹوٹ چکا ہے" کے تحت لکھتا ہے :

"سپریم کورٹ کے ججوں کے درمیان تصادم اور مختلف بنچوں کی طرف سے ایک دوسرے کو تسلیم نہ کرنے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس کو سیدھے سادے الفاظ میں آئین کی ٹوٹ پھوٹ سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے"۔

(روزنامہ خبریں ۳۰؍ نومبر ۱۹۹۷ء)

☆......ائیر کموڈور طارق مجید نے کہا :

"اس وقت آئین کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ آئین کی اتنی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ میں خلاء پیدا ہو گیا۔ تو آئین ایسے لگے گا جیسے ناقص قسم کا کاغذ کا کوئی ٹکڑا ہو"۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۲؍ دسمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... مولانا فضل الرحمان نے کہا :

"ملک بے آئین ہو کر رہ گیا ہے اور تمام اقدامات ماورائے آئین اٹھالئے گئے ہیں"۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۳؍ دسمبر ۱۹۹۷ء)

☆...... " جسٹس سجاد ، فاروق لغاری کو بھی لے ڈوبے"۔ (سردار ابراہیم)

☆...... چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو چاہئے تھا کہ معاملہ ختم کر دیں۔ بحران کو طول دے کر وہ خود بھی ڈوبے اور صدر پاکستان فاروق لغاری کو بھی ساتھ لے ڈوبے"۔

(جنگ لندن ۷؍ دسمبر ۱۹۹۷ء)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ برطانیہ کے موقع پر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان

مورخہ ۲۹؍ اور ۳۰؍ نومبر ۱۹۹۷ء کو مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئی اس موقعہ پر ۲۹؍ نومبر کو شام ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نمائندگان شوریٰ کی مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ جس میں خدام نے حضور ایدہ اللہ سے مختلف سوالات دریافت کئے۔

☆......ایک نوجوان نے بیان کیا کہ ہمارے غیر از جماعت دوست جو بہت مخلص اور شریف الطبع ہیں۔ ان سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بات ہوتی ہے تو وہ فوراً مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟۔ حضور نے فرمایا دراصل نیک وہی ہوتا ہے جو متقی ہو اور خدا خوفی رکھتا ہو۔ اگر وہ ان معنوں میں نیک ہے تو ایسا شخص کبھی بھی کسی بزرگ کی شان میں بدزبانی نہیں کر سکتا۔

☆......اس سوال کے جواب میں کہ غیر از جماعت احباب شب برات کے روزے کا رواج رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے طریق سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ جن حدیثوں پر یہ لوگ تکیہ کرتے ہیں وہ پانچ سو سال بعد کی مرتب شدہ ہیں۔

☆......دیگر اہم سوالات میں سے چند یہ تھے :

Meditation اور خدا تعالیٰ کی یاد میں محو ہونے میں کیا فرق ہے ؟، مسئلہ ارتقاء اور روح کی فلاسفی، پاکستان کا سیاسی بحران اور پاکستان کا مستقبل جیسے سوالات کے بعد ہومیو پیتھک طریق علاج پر بھی سوال ہوا کہ دنیا بھر میں صحت عامہ کے لئے اس کا کیا کردار ہے۔ حضور انور نے فرمایا ترقی یافتہ قوموں کے لئے اچنبھے کی بات تھی کہ ہومیو پیتھک کیسے اثر دکھا سکتی ہے مگر اب وہ بخوبی سمجھنے لگے ہیں کہ یہ طریق علاج اپنا اثر رکھتا ہے اور کام کرتا ہے۔ البتہ تیسری دنیا کے لوگ اس کی فلاسفی کی طرف نہیں جاتے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس علاج سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

علاوہ ازیں اس مجلس میں کئے جانے والے سوالات میں سے بعض حسب ذیل ہیں : قرآن کریم میں مندرج واقعات ہماری روزمرہ کی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں ؟ تبلیغ کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ایک خاص جماعت اس کام کے لئے الگ رہنی چاہئے۔ جو ہمہ وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتی رہے۔ دوسری طرف عام لوگ جو تبلیغ میں مصروف ہوتے ہیں ان میں اور ان میں کیا امتیاز ہے ؟ ایسے بچے جو ابھی اچھی یا بری بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ اپنے اعمال کے اعتبار سے کس طرح پر لکھے جائیں گے ؟۔ تورات، انجیل اور بائبل میں کیا فرق ہے ؟ عالیجاہ محمد (آف امریکہ کیا احمدی تھا ؟ اگر تھا تو وہ جماعت سے علیحدہ کیوں ہوا ؟ مغربی سوسائٹی میں بچوں کے ساتھ بدفعلی اور بے حرمتی کا رجحان کیوں پایا جاتا ہے ؟ Fox Hunting کے حوالہ سے شکار کرنے اور مچھلی پکڑنے والی سپورٹس کے بارے میں بھی تبصرہ۔ شادی کرنے کے حوالے سے سوال ہوا کہ اہل کتاب میں کون کون سی قومیں شامل ہیں ؟۔ کیا رسول کریم ﷺ سب کو السلام علیکم کہتے تھے خواہ مخاطب یہودی بھی ہوں ؟

اس قسم کے نہایت اہم اور دلچسپ سوالات اس مجلس میں ہوئے جن کے حضور ایدہ اللہ نے جوابات ارشاد فرمائے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے مختلف امور کو واضح فرمایا۔ یہ مجلس قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس مجلس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ شعبہ آڈیو ویڈیو، مسجد فضل لندن سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی یہ نویں (۹ویں) مجلس شوریٰ تھی جو مکرم سید احمد یحیٰ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں اگلے روز تک جاری رہی۔ جس میں تبلیغ، تربیت، تعلیم کے پروگرامز، سالانہ تقریبات کا کیلنڈر اور نئے سال کے لئے بجٹ پیش ہوا۔ ☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔